سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۷۵

عارف باللہ حضرت اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

گلشن اقبال کراچی پاکستان

ضروری تفصیل

نامِ وعظ:	قربِ الٰہی کی منزلیں (دو مواعظ کا مجموعہ)
نامِ واعظ:	عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دام ظلالھم علینا الی مأة و عشرین سنة
تاریخ ِ وعظ:	۱۷/۱۰/اکتوبر ۱۹۹۲ء اور ۵/مارچ ۱۹۹۹ء
مقام:	مجلس صیانۃ المسلمین، بمقام مسجد جامعہ اشرفیہ لاہور اور مسجدِ اشرف، گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی۔
موضوع:	قرآن وحدیث سے مسائلِ تصوف کا ثبوت
مرتب:	یکے از خدام حضرت والا مدظلہم العالی (سید عشرت جمیل میؔر صاحب)
کمپوزنگ:	سید عظیم الحق ا۔جے ۳/۶۷، مسلم لیگ ہاؤس، ناظم آباد نمبر ۱ ۶۶۸۹۳۰۰
اشاعت اوّل:	رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ
تعداد:	۲۲۰۰

با اہتمام ابراہیم برادران سلمہم الرحمٰن

گلشن اقبال-۲ کراچی، پوسٹ آفس بکس نمبر ۱۱۱۸۲

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قربِ الٰہی کی منزلیں

أَعُوذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا رَبُّ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا وَاصْبِرْ عَلٰى
مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا

قران پاک سے تصوف کا ثبوت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے راستہ کی جو منازل اور مراحل ہیں جن کو تمام عالم کے صوفیاء اور چاروں سلسلوں کے اولیائے کرام نے جاری کیا ہے بعض اہلِ ظاہر اور خشک لوگ ان کو بدعت قرار دیتے ہیں حالانکہ تصوف کے جتنے اہم مسائل ہیں وہ ان آیات سے ثابت ہیں۔ اپنے زمانہ کے امام بیہقی قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے عربی زبان میں تفسیرِ مظہری لکھی مگر اپنے پیر حضرت میاں مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر اس کا نام تفسیر مظہری رکھا۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل اللہ اپنے مریدوں کو ذکرِ اسمِ ذات بتاتے ہیں کہ مثلاً تین سو دفعہ یا ہزار دفعہ اللہ اللہ کرو۔ مگر میں ایک بات کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں شیخ کی بتائی ہوئی تعداد سے زیادہ نہ بڑھانا چاہیے کیوں کہ تھانہ بھون میں ایک صوفی کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک ہزار مرتبہ ذکر

بتایا تھا اس نے چوبیس ہزار دفعہ پڑھ لیا تو گرم ہو کر تھانہ بھون کی خانقاہ کے کنویں میں کود پڑا، دماغی طور پر غیر متوازن ہوگیا، اللہ تعالیٰ ایسی عبادت کو ہرگز قبول نہیں فرماتے جس سے بندہ غیر متوازن ہوجائے جیسے کہ ابا اپنی اولاد سے بوجہ شفقتِ پدری کے اتنی خدمت لیتا ہے کہ بیٹا غیر متوازن نہ ہوجائے، تو جب باپ اپنے بیٹے کو پاگل کرنا نہیں پسند کرتا تو اللہ تعالیٰ کیسے پسند کرے گا کہ میرے بندے اتنی زیادہ عبادت کریں کہ دماغی طور پر بیمار یا پاگل ہوجائیں۔ اس لیے میں وظیفہ کم بتاتا ہوں البتہ ایک وظیفہ بہت بتاتا ہوں کہ کام ہی نہ کرو، کام نہ کرکے ولی اللہ ہوجاؤ، بغیر کام کیے ہی مزدوری لے لو۔ ہے کوئی فیکٹری مالک جو یہ کہے کہ میرے ہاں مہینہ بھر آرام سے رہو کچھ کام نہ کرو اور تنخواہ پوری لو؟ لٰہذا صرف فرض، واجب اور سنت موکدہ ادا کرلو، بڑے بڑے وظیفے نہ پڑھو بس ایک کام کرلو کہ اللہ کو ناراض نہ کرو، اللہ کے دیئے ہوئے رزق کو کھا کر اس سے توانائی محسوس کرکے تم جو بے وفائی کرتے ہو تو اس سے معلوم ہوا کہ تمہاری طبیعت خبیث اور غیر شریفانہ ہے، تم فطرت کے اعتبار سے کمینے ہوچکے ہو، تمہیں شرم نہیں آتی کہ جب تم نافرمانی کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اس وقت تمہیں دیکھ رہے ہوتے ہیں اور تم گناہ کے حرام مزے لیتے وقت بے حیائی سے اُنہیں بھولے رہتے ہو۔

حیا کی تعریف

ملا علی قاری محدث عظیم رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ شریف میں لکھتے ہیں کہ اصل میں بے حیا وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی میں دیکھے:

﴿فَاِنَّ حَقِیْقَۃَ الْحَیَاءِ اَنَّ مَوْلَاکَ لَا یَرَاکَ حَیْثُ نَھَاکَ﴾

(المرقاۃ، کتاب الصلوۃ، ج: ۱، ص: ۱۳۵، دار الکتب العلمیۃ)

حقیقتِ حیا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی نافرمانی میں مبتلا نہ دیکھے۔ اللہ تعالیٰ

ہر وقت دیکھتا ہے، ہر جگہ دیکھتا ہے تو فطرتِ معصیت جو ہے یہ فطرتِ بے وفائی اور کمینگی ہے یہ نفسِ امارہ کا غلبہ ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ایک شخص ہرن کے شکار کے لیے گیا اور دعویٰ کیا تھا کہ آج ہرن مار کر لاؤں گا، میرا نشانہ خطا نہیں ہوتا، اس ناز و تکبر کا عذاب یہ ہوا کہ جھاڑی سے جنگلی سور نکلا اور اس کو منہ میں لے کر چبانے لگا تب وہ سور کے منہ میں کہتا ہے کہ آہ میرا تکبر خاک میں مل گیا میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد نہیں مانگی اور دعویٰ تکبر کیا تو آج جنگلی سور مجھے کھا رہا ہے لہٰذا جن کو اپنے تقدس پر ناز ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوتا ہے اور اس پر شیطان کا غلبہ ہو جاتا ہے پھر وہ اس کی پرواز کے پروں میں کسی معشوق یا معشوقہ، دنیاوی محبت، مجازی محبت، عشقِ مجازی کا گوند چپکا دیتا ہے جس سے اس کی پرواز ختم ہو جاتی ہے اور نفس کا جنگلی سور اس کو چباتا رہتا ہے اور وہ ظالم اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔

اللہ تک پہنچنے کا مختصر راستہ

اس لیے دوستو یہ عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا راستہ بہت مختصر ہے، بہت آسان ہے بس صرف ایک کام کر لو کہ گناہ کے کام چھوڑ دو، کیوں صاحب کام کرنا مشکل ہے یا کام نہ کرنا مشکل ہے؟ لہٰذا کام نہ کرو مثلاً جھوٹ نہ بولو، غیبت نہ کرو، بدنظری نہ کرو، حسینوں کو دیکھ کر دل کو مت للچاؤ، تڑپاؤ، کِلپاؤ کہ ہائے یہ کیسا حسین ہے یا یہ کیسی حسینہ ہے، اگر کوئی حسین لڑکی نظر آجائے تو نظر ہٹا کر کہو کہ اس کا حسن اس کے شوہر کو مبارک ہو، اے نفس تو کیوں حرام کاری میں مبتلا ہوتا ہے، جب تمہارے پاس لیلیٰ نہیں ہے تو مولیٰ ہی کافی ہے یعنی جو مسکین ہے، ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی ہے، اس کی لیلیٰ اس کے پاس نہیں ہے، اس کے لیے مولیٰ کافی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ﴾

(سورة زمر، آیت: ۳۶)

کیا اللہ اپنے بندہ کے لیے کافی نہیں ہے؟ جو لیلاؤں کو نمک دیتا ہے ان کے نام، ان کی یاد، ان کے قرب کی لذت میں سارے عالم کی لیلاؤں کے نمکیات موجود ہیں کیوں کہ اللہ تعالیٰ خالقِ نمکیاتِ لیلائے کائنات ہیں اور سارے عالم کے پاگلوں اور مجانین کے عشق کی لذتیں بھی ان کی عاشقی میں موجود ہیں، اس لذت کو مجنوں کیا جانے ؎

قیس بے چارہ رُموزِ عشق سے تھا بے خبر
ورنہ اُن راہ میں ناقہ نہیں، محمل نہیں

لطف جنت کا تڑپنے میں جسے ملتا نہ ہو
وہ کسی کا ہو تو ہو لیکن ترا بسمل نہیں

اللہ کا نام اور اللہ کی محبت کا نقطۂ آغاز ہی رشکِ جنت ہے کیوں کہ جنت مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ خالق ہے، خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے اسی طرح ساجد اور مسجود برابر نہیں ہو سکتے چاہے کتنا ہی بڑا ولی ہو، کتنا ہی بڑا پیغمبر ہو جب سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدہ کر رہے ہیں تو ساجد اور مسجود کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

مقصدِ حیات

اپنے اللہ کو ہر وقت خوش رکھنا مقصدِ حیات ہے، اگر کسی ظالم کو اس کی توفیق نہ ہو کہ ہم اپنے اللہ کو ہر وقت خوش رکھیں، ان کو ناخوش کر کے حرام خوشیاں درآمد نہ کریں تو یہ ظالم بہت ہی محرومُ القِسمت ہے، طبیعت کا کمینہ پن اس کے اندر رسوخ کر چکا ہے، گناہ کرتے کرتے اس کا مزاج فاسد ہو چکا ہے۔ جیسے ایک بھنگی بھنگی پاڑے میں رہتا تھا، پاخانہ سونگھتے سونگھتے اس کا دماغ بد بو کا عادی

ہو چکا تھا، ایک دن عطر کی دکان پر گیا، خوشبو کبھی سونگھی نہیں تھی، عطر کی دکان پر خوشبو سونگھتے ہی بے ہوش ہو گیا، حکیم صاحب نے عرقِ گلاب چھڑکا، موتی کا خمیرہ چٹایا، لیکن اس کی بے ہوشی بڑھتی گئی، اس کے بھائی کو خبر ہوئی کہ میرا بھائی، رات دن پاخانے کا کنستر اٹھانے والا، بھنگی پاڑے کے بدبودار ماحول میں رہنے والا بے ہوش ہو گیا ہے تو بھائی کی محبت میں دوڑا ہوا آیا، عطر کی خوشبو سونگھتے ہی سمجھ گیا کہ اسی کی وجہ سے یہ بے ہوش ہوا ہے، اس نے حکیموں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ میرے بھائی کو عرقِ گلاب اور خمیرے سے فائدہ نہیں ہوگا، اس کا علاج میں ابھی کرتا ہوں، اس کو کہیں سے کتے کا پاخانہ مل گیا جس کو فارسی میں ''سرگین سگ'' کہتے ہیں، سرگین پاخانہ کو کہتے ہیں اور سگ معنی کتا، تو اس نے کتے کا پاخانہ لیا، روئی کی بتی بنا کر اس پر کتے کا پاخانہ لپیٹا اور اپنے بھائی کی ناک کے سوراخوں میں مغزِ دماغ تک ٹھونس دیا، پاخانہ سونگھتے ہی اسے ہوش آ گیا اور اٹھ کر بیٹھ گیا کیونکہ اسے پاخانہ سونگھنے کی عادت تھی، خوب سمجھ لیجیے! عادت بہت دن کے بعد جاتی ہے، جب تک گناہوں کی عادت چھوڑنے کے لیے جان کی بازی نہیں لگائے گا، گناہوں سے نجات نہیں مل سکتی، جتنا اہتمام حج اور عمرے کا ہوتا ہے، جتنا اہتمام فرض نماز کا ہوتا ہے، جتنا اہتمام فرض روزے کا ہوتا ہے اس سے زیادہ اہتمام گناہ چھوڑنے کا کرنا چاہیے کیونکہ گناہوں کو نہ چھوڑنے کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی فرض نمازیں ختم ہو گئیں، ایمان تک چلا گیا اور خاتمہ خراب ہو گیا۔

شیطان دھوکہ باز تاجر ہے

علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک نالائق شخص تھا، اس کو پاخانے کے مقام سے بڑی مناسبت تھی، لڑکوں کے عشق میں مبتلا تھا، بدنظری کی وجہ سے ایک لڑکے کا عشق اس کے دل میں گھس گیا۔ اسی لیے سرورِ عالم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَنْظُرُوْا اِلَی الْمُرْدَانِ فَاِنَّ فِیْھِمْ لَمْعَۃً مِّنَ الْحُوْرِ﴾

(کشف الخفاء، رقم الحدیث: ۲۹۹۷، مسند احمد و التّشرُّف)

جن لڑکوں کی ڈاڑھی مونچھ نہ آئی ہوان کو مت دیکھو، کیونکہ ان کے اندر حوروں کی ایک خاص جھلک ہوتی ہے جس سے تم فتنہ میں مبتلا ہوسکتے ہو اور بقول حکیم الامت مجدّدِ زمانہ کے شیطان زبردست دھوکہ باز تاجر ہے۔ اگر کوئی تاجر اچھا مال دکھائے اور برا مال بیچ دے تو آپ لوگ اس تاجر کو کیا کہتے ہو؟ کیا ایسے تاجر کی دکان سے کوئی سودا منگواتا ہے؟ حکیم الامت مجدد زمانہ فرماتے ہیں کہ شیطان جس مُلّا اور جس صوفی کو برباد کرنا چاہتا ہے، جو سالک اللہ کی طرف چل رہا ہے شیطان نہیں چاہتا ہے کہ یہ ولی اللہ ہو جائے، وہ اس کو حسینوں کے گال اور بال دکھا کر ان خبیث حرکتوں میں مبتلا کر کے دنیا میں بھی رسوا کرتا ہے اور آخرت میں بھی اور جس ماحول میں اس کو حضرت حضرت کہا جا رہا ہے، اس سے تعویذ لیے جا رہے ہیں، اس سے جھاڑ پھونک کروائی جا رہی ہے، اس ماحول میں بھی اسے رسوا کر دیتا ہے۔ شیطان عورتوں کو جال بناتا ہے:

﴿اَلنِّسَآءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ﴾

(عمدۃ القاری شرح بخاری، ج: ۲۰، کتاب النکاح، باب ما یتقی من شؤمٍ، ص: ۸۹)

شیطان کبھی عورتوں کے جال میں صوفیوں کو پھانستا ہے، کبھی بے ڈاڑھی مونچھ کے لڑکوں کو دکھاتا ہے حتیٰ کہ ڈاڑھی والے لڑکوں کو بھی نہیں چھوڑتا، آج کل ان کے عشق میں بھی لوگ مبتلا ہیں۔ مولانا رومی کے زمانہ میں تو یہ بات تھی کہ جس کے دو تین بال بھی آجاتے تھے اس کی طرف رغبت نہیں ہوتی تھی، لیکن آج پانچ پانچ سو بال بلکہ ہزار ہزار بالوں کے باوجود بھی لوگ ان کے عشق میں مبتلا ہو رہے ہیں، ایسے لوگ مجھے خط لکھ رہے ہیں کہ میرے معشوق کی ڈاڑھی اتنی بڑی ہے، مگر

اس میں اتنا نمک ہے کہ میں روحانی ہائی بلڈ پریشر میں مبتلا ہو گیا ہوں۔

روحانی بلڈ پریشر

اگر ڈاکٹر کہتا ہے کہ تم کو ہائی بلڈ پریشر ہے، تم نمک مت کھاؤ تو نمک چھوڑ دیتے ہیں لیکن خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جن میں نمک ہو ان کو مت دیکھو ورنہ تم کو روحانی ہائی بلڈ پریشر ہو جائے گا تو اس کی کچھ پروا نہیں کرتے، (نہایت درد بھرے لہجہ میں فرمایا کہ) آہ! جان کی پروا ہے ایمان کی پروا نہیں ہے، اس پر میرے دو شعر ہیں جس کو جسمانی بلڈ پریشر ہو ایک شعر اس کے لیے بنایا ہے اور جس کو روحانی بلڈ پریشر ہو اس کے لیے دوسرا بنایا ہے، ایک ڈاکٹر میرے مرید ہیں، میرے خلیفہ بھی ہیں، جسمانی بلڈ پریشر والا شعر انھوں نے اپنے مطب میں لکھ کر ٹانگ لیا ہے، وہ شعر ہے ؎

جس غذا میں بھی ہو نمک شامل
واجبُ الاحتیاط ہوتی ہے

کیا ہائی بلڈ پریشر والے نمک کھاتے ہیں؟ ڈاکٹر منع کرتا ہے کہ نمک مت کھاؤ ورنہ بلڈ پریشر ہائی ہو جائے گا، فالج ہو جائے گا، برین ہیمرج ہو جائے گا، دماغ کی رگ پھٹ جائے گی، بے ہوش ہو جاؤ گے، ختم ہو جاؤ گے اور روحانی ہائی بلڈ پریشر کیسے تیز ہوتا ہے ؎

جن کی صورت میں ہو نمک شامل
واجبُ الاحتیاط ہوتی ہے

دل کے سمندر میں طغیانی کب آتی ہے؟

دیکھو جس دن چودہ تاریخ چاند کا ہوتا ہے اس دن اس کا ردعمل یعنی

ری ایکشن زمین پر رونما ہوتا ہے، اس کے نتیجہ میں ایک تو گاؤں میں کتے بہت بھونکتے ہیں کیونکہ وہاں بجلی نہیں ہوتی، زمین پر چاند کی پوری روشنی پڑتی ہے تو رات بھر کتے بہت بھونکتے ہیں، ایسے ہی جن کی کتے والی خصلتیں ہوتی ہیں ان کے نفس میں بھی چاند جیسے حسینوں کو دیکھ کر بھونکنے کی عادت ہوتی ہے اور جو اہل اللہ ہیں وہ نظر بچا کر اپنے قلب و جان کو اللہ سے چپکائے رکھتے ہیں، بتاؤ! خدا سے چپکنے والے زیادہ مزے میں رہیں گے یا مرنے والوں سے لپٹنے والے؟ مُردوں سے چپٹنے والا زیادہ باغ و بہار رہے گا یا خدائے تعالیٰ سے، جو خالق و مالک ہے، اس کی آغوشِ رحمت میں بیٹھنے والا زیادہ مزے میں رہے گا؟ لہٰذا ایسے زمین والے چاندوں کو ہرگز مت دیکھو۔

جب چودہ تاریخ کا چاند ہوتا ہے تو اس کا دوسرا ردعمل یہ ہوتا ہے کہ سمندر میں جوار بھاٹا آجاتا ہے، سمندر میں طغیانی آجاتی ہے، وہ کئی فرلانگ آگے بڑھ جاتا ہے، اسی طرح چاند جیسے چہروں کو دیکھنے سے دل کے سمندر میں طوفان آجائے گا، اسی لیے شریعت نے بدنظری کو حرام قرار دیا ہے۔ بخاری شریف کی روایت ہے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو بدنظری کرتا ہے، حسینوں کو تاک جھانک کرتا ہے، لڑکا ہو یا لڑکی، آنکھوں کا زِنا کرتا ہے، یہ آنکھوں کا زِنا کار ہے۔ اب برکت کے لیے الفاظِ نبوّت بھی پیش کرتا ہوں تاکہ نورِ نبوّت بواسطہ الفاظِ نبوّت ہمارے دلوں میں اتر جائے:

﴿زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ﴾

(صحیح البخاری، کتاب الاستیذان، ج: ۲، ص: ۹۲۲، باب زنا الجوارح دون الفرج)

آنکھوں سے حسینوں کو دیکھنا، نظر بازی کرنا یہ آنکھوں کا زِنا ہے، یہ آپ کو گندے مقامات تک پہنچا دیتا ہے۔ **وَ زِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ** حسینوں سے گپ شپ لگانا، لڑکا ہو یا لڑکی، چچی ہو یا ممانی، بھابھی ہو یا سالی، جن سے شریعت میں پردہ

واجب ہے اُن کو دیکھنا، اُن کو مرنڈا پلانا، اُن سے مزے لے لے کر باتیں کرنا اِن سب کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے۔ زِنَـا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ نامحرموں سے گفتگو کرنا زبان کا زِنا ہے۔ اچھے اچھے باریش حج و عمرہ کرنے والے ذرا کوئی نمکین شکل پا جاتے ہیں، آہ! پھر وہ اللہ تعالیٰ کو کہاں یاد رکھتے ہیں، پھر ان ظالموں کو بیت اللہ، روضۂ مبارک سب بھول جاتا ہے۔ مرنے والوں پر مرنے والو! کب تک اپنی زندگی برباد کرو گے۔ خواجہ صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے فرماتے ہیں ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

اسی لیے خواجہ صاحب فرماتے ہیں ؎

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

کلمہ کی بنیاد کیا ہے؟

دل میں یا تو اللہ ہوگا یا حسین ہوں گے، دونوں چیزیں جمع نہیں ہوسکتیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ کلمہ کی بنیاد ہی میں حسینوں سے دوری کو فرض کردیا۔ لا اِلٰـہ کے کیا معنی ہیں باطل خداؤں کو دل سے نکالو، پتھر کا بت بھی نکالو اور یہ جو چلتے پھرتے بت ہیں ان کو بھی نکالو، پتھر کے بت اتنے خطرناک نہیں ہیں جتنا چلتے پھرتے بت ہیں، کوئی مسلمان پتھر کے بت کے سامنے سر نہیں جھکا سکتا، لیکن چلتے پھرتے یہ جو حسین بت ہیں ان کے لیے بڑی بڑی ڈاڑھی والوں کی آبرو لُٹتے ہوئے دیکھی ہے، آہ نکل جاتی ہے جب رسوائی کے یہ منظر دیکھتا ہوں۔ اس لیے کہتا ہوں کہ اگر لا الٰہ کا حق ادا کردو گے تو اِلاّ اللہ پوری کائنات میں ملے گا، ہر ذرّہ میں اِلاّ اللہ ملے گا، ہر ذرّۂ کائنات خدائے

تعالیٰ کے وجود کی نشانی اور ثبوت ہے بشرطیکہ لا اِلٰہ کا حق ادا کرو، باطل خداؤں کو دل سے نکال دو، اگر خود سے نہ نکلے تو کسی اللہ والے سے رابطہ کرو جہاں آپ کو مناسبت ہو، ان کو اپنے حال کی اطلاع دو اور اس خانقاہ میں چالیس دن لگالو، چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لو، مگر اللہ کے لیے رہو، وہاں بھی گندی حرکتیں نہ کرتے رہو، اگر کوئی شیخ کے پاس جائے اور وہاں بھی لڑکوں کو تلاش کرتا رہے اور ان کے خیالات میں گم رہے، تو اسے کیا فائدہ ہوگا، ڈاکٹر کے پاس رہے اور بد پرہیزی نہ چھوڑے تو صحت مند کیسے ہوگا؟ چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس تقویٰ سے رہ لو، ان شاء اللہ نسبت مع اللہ حاصل ہو جائے گی۔

عشقِ مجازی دونوں جہان کی بربادی ہے

حکیم الامت مجدد زمانہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے دھوکے میں مت آؤ، جو تاجر اچھا مال دکھا کر خراب مال پیش کردے اس تاجر سے دوبارہ کوئی مال نہیں خریدتا، شیطان حسینوں کی آنکھ اور حسینوں کے گال دکھا کر پاخانے کے مقام پر دھکیلتا ہے، مال کیسا دکھایا اور پہنچایا کہاں پر؟ حسین شکل دکھا کر پیشاب اور پاخانے کے غلیظ مقام پر پہنچا دیا، بتائیے شیطان دھوکے باز تاجر ہے کہ نہیں؟ پھر اس سے سودا کیوں خریدتے ہو؟ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو کیوں بھول جاتے ہو؟ نظر کی حفاظت کرو، چاہے جان چلی جائے۔ نظر کی حفاظت کرنے پر آج اختر یہ اعلان کرتا ہے اور واللہ کہتا ہے، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ نظر بچانے پر اگر جان بھی چلی جائے تو جان دے دو مگر اللہ کو ناراض نہ کرو، ان شاء اللہ آپ کو اللہ ضرور مل جائے گا اور اگر آپ نے اللہ کو چھوڑا اور ان مرنے والوں پہ مرے تو دنیا اور آخرت دونوں جہان میں بربادی ہوگی، ویسے بھی نظر بازی حماقت کا گناہ ہے،

ذرا نظر بازوں سے پوچھو کہ تم کو نظر بازی سے آج تک کیا ملا؟ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو انٹرنیشنل گدھا ہوتا ہے، بین الاقوامی بیوقوف ہوتا ہے وہی حسینوں کو دیکھتا ہے، لیکن دیکھنے سے کیا پا جاتا ہے؟ جو چیز نہ ملنے والی ہو اس کو دیکھ دیکھ کر اپنے دل کو تڑپانا نادانی نہیں ہے؟ بس اپنی حلال کی بیوی پر راضی رہو۔

جنت میں مسلمان عورتوں کی شانِ حُسن

جب مسلمان عورتیں جنت میں جائیں گی تو حوروں سے زیادہ حسین کر دی جائیں گی۔ تفسیر روحُ المعانی میں علاّمہ آلوسی السیّد محمود بغدادی نے لکھا ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت میں حوریں زیادہ حسین ہوں گی یا مسلمان بیویاں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان بیویاں جنت میں حوروں سے زیادہ خوبصورت کر دی جائیں گی۔ ام المومنین نے عرض کیا کہ بِمَ ذَاکَ انہیں یہ فضیلت کیوں ملے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿بِصَلاَتِهِنَّ وَ صِيَامِهِنَّ وَ عِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ﴾

(روح المعانی، ج:۲۷، ص:۱۲۶)

اللہ اپنی عبادت کا نوران کے چہروں پر ڈال دے گا کیونکہ ہماری بیویوں نے نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں، بچہ جننے کی تکلیفیں اٹھائی ہیں، شوہروں کی خدمت کی ہے، اللہ کے لیے تکلیفیں اٹھائی ہیں اور حوروں نے نہ نماز روزہ کیا، نہ اللہ کے لیے کوئی اور تکلیف برداشت کی اس لیے ہماری عورتیں جنت میں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔

دنیا کے چند دن کے لیے اپنی کم حسین بیویوں پر راضی رہو، جیسے سفر

کرتے ہوتو اسٹیشن کی چائے پیتے ہو یا نہیں یا وہاں بھی گھر والی چائے ملتی ہے؟ دنیا اسٹیشن کا پلیٹ فارم ہے، پردیس میں ہو جیسی بیوی بھی مل جائے اس کو ساری دنیا کی حسیناؤں سے بہتر سمجھو، اگر آپ کہیں کہ کیوں صاحب اپنی بیوی کو سب سے حسین کیوں سمجھیں؟ اس بات کی کیا دلیل ہے؟ تو دلیل یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ کے حکم سے ہوتا ہے، اللہ کی طرف سے نعمت ملتی ہے تو تقدیر میں جو بیوی لکھی ہے وہی ملتی ہے، آپ لاکھ ہاتھ پیر مارو، تعویذیں دباؤ، وظیفے پڑھو، لیکن ملے گی وہی جو قسمت میں ہے۔

میرے مرشد شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بہت حسین تھے، اتنے حسین تھے کہ جب امام ابوحنیفہ سبق پڑھاتے تو نظر کی حفاظت کے لیے ان کو پیچھے بٹھایا کرتے تھے، ایک دن چراغ کی روشنی میں عبارت پڑھتے ہوئے جب ان کی ڈاڑھی ہلتے دیکھی تو فرمایا ارے بھئی! تمہاری تو ڈاڑھی آ گئی، اب سامنے آ جاؤ۔

لیکن اتنے حسین شخص کی جب شادی ہوئی تو بیوی ایسی ملی کہ اس کے لیے حسین کا لفظ بولنا جائز نہیں تھا، بس عورت تھی، عورت کا ڈھانچہ اور اسٹرکچر تھا، حسن کا ڈسٹمپر نام کو بھی نہیں تھا، لیکن امام صاحب نے کبھی اس کو طعنہ نہیں دیا کہ میں اتنا حسین ہوں تو مجھے کہاں سے مل گئی؟ کیونکہ اللہ والے اپنی بیوی کو دنیا کے تمام حسینوں سے زیادہ حسین سمجھتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمیں ہمارے مولیٰ نے عطا کی ہے۔

عطائے مولیٰ کی قدر و قیمت

دوستو! ایک سوال کرتا ہوں اگر لیلیٰ مجنوں کو سوکھی روٹی بھیج دے اور ساری دنیا کی عورتیں مجنوں کو حلوہ بھیجیں تو بتاؤ مجنوں کیا پسند کرے گا؟ اگر مجنوں

اصلی مجنوں ہے، حلوہ والا مجنوں نہیں ہے تو وہ لیلیٰ ہی کے ہاتھ کی روٹی پسند کرے گا، اُس کی دی ہوئی سوکھی روٹی ہی کھائے گا بلکہ اس عطا پر وجد کرے گا، اپنی خوش قسمتی پر رقص کرے گا اور دنیا کی عورتوں کے حلوے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھے گا کہ یہ سوکھی روٹی میری لیلیٰ نے مجھے بھیجی ہے۔ بس سمجھ لو کہ ہماری بیویاں جو ہیں یہ عطائے مولیٰ ہیں، مولیٰ کے دستِ مبارک کی عطا ہیں لہٰذا مجنوں کی لیلیٰ سے افضل ہیں۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کھانا کھا رہے تھے، ارہر کی دال تھی اور حضرت ہر لقمے پر مست ہو رہے تھے، فرمایا حکیم اختر! الحمد للہ! اس دال روٹی میں بریانی کا مزہ آرہا ہے، میں نے عرض کیا کہ کیوں حضرت؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھوں سے کھلا رہے ہیں، میرا مولیٰ مجھے اپنے ہاتھوں سے کھلا رہا ہے، یہ رزق ایسے ہی تھوڑی مل جاتا ہے، آسمان سے اُترتا ہے:

﴿وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَ مَا تُوْعَدُوْنَ﴾

(سورۃ ذاریات، آیت: ۲۲)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تمہارا رزق آسمانوں سے اُترتا ہے جو میرا مولیٰ مجھے کھلا رہا ہے، میں نے کہا کہ حضرت آپ تو اپنے ہاتھ سے کھا رہے ہیں، اللہ میاں کہاں کھلا رہے ہیں؟ تو فرمایا میرے ہاتھ میں ان کا ہاتھ چُھپا ہوا ہے، اگر ہاتھ پر فالج گر جائے تو یہ ہاتھ منہ تک نہیں جا سکتا، ان کی طاقت ہاتھ کے اندر کارفرما ہے جس کی برکت سے یہ ہاتھ منہ تک آرہا ہے۔

بیویوں سے حسن سلوک

تو اپنی بیویوں کو بھی اللہ کی عطا کردہ لیلیٰ سمجھو، بلکہ ان کا گھریلو نام بھی پوشیدہ طور پر لیلیٰ رکھ دو، سب کو بتاتے مت پھرو۔ ری یونین میں میرا ایک مرید

ہے، اس نے بتایا کہ میری بیوی کا نام لیلیٰ ہے، میں نے کہا تم نے اپنی بیوی کا نام مجھے کیوں بتایا تو اس نے کہا چونکہ آپ اکثر مثنوی مولانا روم میں مجنوں لیلیٰ پیش کرتے رہتے ہیں، عشقِ لیلیٰ سے عشقِ مولیٰ سمجھاتے ہیں اس لیے میں نے بتادیا۔ میں نے سب دوستوں سے کہا کہ تم بھی اپنی اپنی بیویوں کا نام لیلیٰ رکھ لو اور دل سے یہی سمجھو کہ میری بیوی سے بڑھ کر دنیا کی کوئی عورت نہیں ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائی ہے، مولیٰ کی طرف نسبت کی وجہ سے اس سے محبت کرو، اسے حقیر مت سمجھو، اسے جھڑکو مت، جنھوں نے اپنی بیویوں کی تکلیف اور مزاج کی کڑواہٹ کو برداشت کرلیا اللہ نے ان کو بہت بڑا ولی اللہ بنادیا۔

آپ سے ایک سوال کرتا ہوں، اگر آپ کی بیٹی مزاج کی کڑوی ہو، غصّہ کی تیز ہو اور حسن میں بھی کم تر ہو اور داماد حسین ہو، اچھے اخلاق والا ہو، آپ کی بیٹی کو مارتا نہ ہو، اس کی کڑوی باتوں کو برداشت کرتا ہو تو آپ خوش ہوتے ہیں یا نہیں؟ بلکہ آپ ایسے داماد کی ہر ایک سے تعریف کریں گے کہ میرا داماد بہت شریف ہے، میری بیٹی حسن میں بھی کم ہے اور زبان کی بھی تیز ہے، لیکن میرا داماد فرشتہ ہے، تو جس طرح ابا اس داماد سے خوش ہو کر اسے خوب شاباشی اور انعام دیتا ہے تو ربا بھی اپنے ایسے بندوں کو جو اس کی بندیوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتے ہیں اپنی ولایت کا اعلیٰ مقام دیتا ہے۔

میں اعظم گڑھ پھولپور میں اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہتا تھا، اللہ تعالیٰ نے سولہ سال مجھے میرے شیخ کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرمائی، ایک دن حضرت نے فرمایا کہ حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ دہلی کے ایک بزرگ تھے، ایک دن آسمان سے ان کے دل میں الہام ہوا کہ دہلی میں ایک عورت رہتی ہے، نمازی ہے، قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہے مگر مزاج کی کڑوی ہے، تم اس سے شادی کرلو، کیونکہ تمہارا مزاج بہت

نازک ہے لہٰذا اس کا اعتدال ہو جائے گا۔

حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ اتنے نازک مزاج تھے کہ بادشاہ نے پانی پی کر پیالہ صراحی پر ٹیڑھا رکھ دیا تو ان کے سر میں درد ہو گیا، دہلی کی جامع مسجد جا رہے تھے، راستے میں چارپائی ٹیڑھی دیکھی تو سر میں درد ہو گیا، رضائی اوڑھی دیکھا کہ سلائی ٹیڑھی ہے تو سر میں درد ہو گیا، ایسے نازک مزاج کو ایسی بیوی ملی کہ ہر وقت کڑوی کڑوی باتیں سنا رہی ہے اور وہ مسکرا رہے ہیں کہ یہ بیوی اللہ نے میرا درجہ بلند کرنے کے لیے مجھے دی ہے۔

ایک دن ان کا ایک مرید کسی کام سے ان کے گھر گیا، ان کی بیوی کی کڑوی کسیلی باتیں سن کر حضرت مظہر جانِ جاناں کے پاس گیا اور رونے لگا کہ آپ نے ایسی کڑوی مزاج والی عورت سے کیوں شادی کی؟ حضرت مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کڑوی مزاج والی بیوی کو برداشت کرنے کے صدقے میں اللہ نے سارے عالم میں میرا ڈنکا پٹوا دیا، آج مجھے جو عزت ملی ہے سب اسی کی برکت سے ہے۔

ایک شخص ہزار میل کا سفر طے کر کے حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت گھر میں نہیں ہیں، اس نے ان کی بیوی سے پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں؟ بیوی نے جواب دیا حضرت؟ کون سے حضرت؟ ارے وہ تو بڑے حضرت ہیں، اس کے بعد مزید گستاخی کی کہ تو انہیں کیا جانے؟ رات دن تو میں ساتھ رہتی ہوں۔ بیوی کی باتیں سن کر وہ شخص بہت مایوس ہوا کہ میں تو ان کی بڑی شہرت سن کر آیا تھا، لیکن محلّہ والوں نے اسے تسلی دی کہ ان کی بیوی بڑی بدمزاج ہے، ہر وقت کڑوی کسیلی باتیں کرتی ہے، اس کے چکر میں نہ آنا، حضرت تو بہت بڑے ولی اللہ ہیں، جاؤ! اس وقت جنگل میں ملیں گے۔ وہ شخص جنگل کی طرف گیا تو دیکھا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ

شیر پر بیٹھے آرہے ہیں، شیر کی پیٹھ پر لکڑی کا گٹھا لدا ہوا ہے اور ان کے ہاتھ میں سانپ کا کوڑا ہے۔ اگر یہ واقعہ کسی ڈائجسٹ میں ہوتا تو میں اسے ہرگز پیش نہ کرتا، لیکن جلال الدین رومی جیسے محبوبُ الاولیا اور محبوبُ العلماء والمشائخ نے مثنوی میں اس قصہ کو لکھا ہے کہ وہ شیر پر بیٹھے چلے آرہے ہیں، اس شخص کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ میری بیوی سے مل کر آرہا ہے، انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ غم مت کرو، اللہ نے بیوی کی کڑوی کسیلی باتیں برداشت کرنے کی برکت سے مجھے یہ کرامت دی ہے کہ میں شیر کی سواری کررہا ہوں ؎

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من

اگر میں اپنی بیوی کی تکلیفوں کو برداشت نہ کرتا تو یہ شیر نر میری بیگاری نہ اٹھاتا، یہ شیر میرا مزدور جو بنا ہوا، مجھے یہ کرامت اللہ نے بیوی کی باتوں پر صبر کرنے کی برکت سے دی ہے۔ آج جس کو دیکھو بیویوں سے برا سلوک کررہا ہے، بظاہر صوفی بنا ہوا ہے، لمبی ڈاڑھی، ہاتھ میں تسبیح لیکن بیویاں بیچاری مظلوم ہیں، کہتی ہیں کہ گھر آتے ہی ڈانٹ ڈپٹ شروع کردیتے ہیں، کوئی وظیفہ بتائیے، چلو وظیفہ بھی بتا دیتا ہوں، لگے ہاتھوں یہ کام بھی ہوجائے، آپ اپنی بیویوں کو سکھا دیجیے کہ تم یہ وظیفہ پڑھا کرو، میں تم پر نرم رہوں گا اور خود بھی پڑھا کریں کہ اللہ اس کی برکت سے مجھے بیوی کی محبت نصیب فرمادے۔ اگر کوئی مسجد کا امام ہے اور کمیٹی والے اسے ستاتے ہیں یا افسر ہے اور ماتحت مخالفت کرتے ہیں یا کسی مرید کا شیخ ناراض ہوگیا ہو یا کوئی شاگرد ہو اس کا استاد ناراض ہوگیا ہو یا بیٹا ہو اور باپ ناراض ہوگیا ہو یا بیوی بچے قابو میں نہیں آرہے ہوں سب کے لیے یہ وظیفہ بتاتا ہوں، اس کی برکت سے ان شاء اللہ سب مہربان ہوجائیں گے۔ ہر نماز کے بعد سات مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ لیجیے یَا سُبُّوْحُ یَاقُدُّوْسُ یَاغَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ اور

اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ یا اللہ! اپنے ان چار ناموں کی برکت سے میری بیوی کو، میرے بچوں کو، میرے نوکروں کو، میرے استاد و شیخ کو مجھ پر مہربان کردے اور اگر آپ کے مزاج میں غصّہ ہو تو اللہ کے ان چار ناموں کو سات مرتبہ پانی پر دم کر کے پی لو اور بیوی بچوں کو بھی پلا دو، ان شاء اللہ سارا گھر جنت کا نمونہ بن جائے گا، لڑائی جھگڑے غصّہ کی بیماری سب ختم ہو جائے گی۔ میں اپنے شیخ شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کو جب خط لکھتا ہوں تو تین مرتبہ یہ وظیفہ پڑھ کر خط پر دم کرتا ہوں کہ میرے ہر لفظ سے حضرت کو محبت معلوم ہو، کسی لفظ، کسی غلطی سے تکدر نہ ہو اور حضرت کے سامنے بھی دل دل میں پڑھتا رہتا ہوں تاکہ شیخ مجھ پر مہربان ہو، اللہ والوں کی محبت لینا معمولی بات ہے؟ بعض لوگ اس پر بہت ہنستے ہیں کہ اچھا! حضرت کا بتایا ہوا وظیفہ آپ حضرت ہی پر استعمال کر رہے ہیں، میں نے کہا کیا میں کوئی گناہ کر رہا ہوں، اپنے شیخ کو اپنے اوپر مہربان کرنے کا وظیفہ پڑھ رہا ہوں، بتاؤ! یہ عبادت ہے یا نہیں؟

ولی اللہ بننے کا طریقہ

تو میں کہہ رہا تھا کہ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیطان صوفیوں کو ہمیشہ نظر کی بیماری میں مبتلا کر کے برباد کرتا ہے حسین لڑکوں سے یا حسین لڑکیوں سے، ان دو چیزوں نے بہت سے لوگوں کو خدا تک پہنچنے کے راستہ ہی میں برباد کر دیا، چونکہ یہ مجمع سالکین کا ہے، صوفیوں کا ہے، اکثر لوگ بزرگوں سے بیعت بھی ہیں اس لیے اس مجمع میں یہ بات پیش کر رہا ہوں۔

میرے پیارے دوستو اور عزیزو اور محترم بزرگو! بعض لوگ اس مجمع میں عمر میں مجھ سے بھی بڑے بیٹھے ہوئے ہیں، اس لیے ہم محض عزیزو اور دوستو نہیں کہہ سکتے، یہاں بڑی عمر کے لوگ بھی موجود ہیں، ان کو بزرگو! کہتا ہوں کہ

اگر خدا تک پہنچنا ہے تو نظر کی حفاظت، قلب کی حفاظت اور جسم کی حفاظت ان تین چیزوں کی حفاظت کریں، جن کو یہ تین عبادتیں نصیب ہوگئیں وہ ولی اللہ ہوجائے گا۔ سب سے پہلے نظر بچاؤ پھر دل میں گندے خیالات نہ آنے دو، بعض لوگ نظر تو ہٹا لیتے ہیں مگر دل کی آنکھ سے دیکھتے رہتے ہیں یعنی اس حسین کا خیال کر کے دل میں حرام مزہ لیتے ہیں تو نظر بھی بچاؤ، دل بھی بچاؤ اور جسم بھی حسینوں کے پاس مت لے جاؤ، یہ تین چیزیں ہوگئیں نظر، قلب اور قالب، جو ان تین چیزوں کی حفاظت کرلے تو اگر وہ صرف فرض، واجب اور سنت مؤکدہ ہی ادا کرلے تو ان شاء اللہ ولی اللہ ہوجائے گا، ولی اللہ وظیفوں سے نہیں بنا جاتا، گناہوں کے چھوڑنے سے آدمی ولی اللہ بنتا ہے۔

میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ آیت پڑھا کرتے تھے:

﴿اِنْ اَوْلِیَآءُ ہٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾

(سورۃ انفال، آیت: ۳۴)

اللہ کا کوئی ولی نہیں مگر وہ جو تقویٰ سے رہتا ہے، اللہ کا غضب اپنے اوپر حلال نہیں کرتا ہے، خدا کے غضب کے ساتھ ولایت کا تصور کیے ہوئے ہو، بزرگی کا خیال لگائے ہوئے ہو اور نظر نہیں بچاتے ہو، بدنظری احمقانہ بیماری ہے، آپ بتائیں کچھ دن کے بعد صورت بگڑ جاتی ہے یا نہیں؟ تو ایسے بگڑنے والے پر کیوں مرتے ہو، دو چار سال میں شکل بدل جاتی ہے یا نہیں؟ جغرافیہ بدل جاتا ہے یا نہیں؟

عشقِ مجازی کی بربادیاں

جب حسینوں کا جغرافیہ بدل جاتا ہے تو عاشقوں کی تاریخ بھی بدل جاتی ہے، پہلے جن کے حسن کے قصیدے پڑھتے تھے، شکل کا جغرافیہ بدل جانے کے بعد ان معشوقوں کو دیکھتے بھی نہیں۔ جغرافیہ بدلنے پر میرا ایک شعر ہے ؎

اِدھر جغرافیہ بدلا، اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہِسٹری باقی نہ میری مِسٹری باقی

جن حسینوں پر ایمان تباہ کرتے ہو ایک دن اپنی رسوائیوں اور برباد شدہ زندگی پر خون کے آنسو روؤ گے تو بھی تلافی نہیں ہو سکے گی، اتنی زندگی جو ضائع کردی، اتنے دن میں اللہ کا کتنا راستہ طے ہو جاتا، تم اللہ کا نام لے کر کہاں سے کہاں پہنچ جاتے، لیکن بدنظری کے باعث کولہو کے بیل بنے ہوئے ہیں، جہاں سے چلے تھے وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔ دنیا کے معشوقوں کے فانی حسن پر میرے اشعار ہیں ؎

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی
ان کے بالوں پہ غالب سفیدی ہوئی
کوئی دادا ہوا کوئی دادی ہوئی

اگر لڑکوں پر مرے تو وہ ایک دن نانا ابا بن جائیں گے اور لڑکیوں پر مرے تو وہ نانی اماں بن جائیں گی، کمر جھک جائے گی، سیاہ بال سفید ہو جائیں گے۔ میری ایک کتاب ہے ''روح کی بیماریاں اور ان کا علاج'' جو اس کو پڑھ کر اس پر عمل کرے گا تو اس کے ایمان پر ڈاکہ نہیں پڑ سکتا ان شاء اللہ۔

میں نے اپنی زندگی میں عشقِ مجازی کے ہاتھوں بہت سے عاشقوں کو برباد ہوتے دیکھا ہے، بڑی عبرت کی بات ہے، حسینوں کے سیاہ بالوں پر جب سفیدی غالب ہونے لگی، معشوق صاحب کی ڈاڑھی کھچڑی ہو گئی، کچھ بال سفید کچھ بال سیاہ ہو گئے تو اس معشوق سے بھاگے، لیکن کب تک بھاگتے رہو گے، قبر میں اترنے کے بعد آنکھیں کھلیں گی، لیکن مرنے کے بعد آنکھیں کھلیں تو کیا فائدہ؟ اب تو عمل کا وقت ختم ہو گیا۔ جب بال کھچڑی یعنی سفید اور کالے ہو جائیں گے اس وقت کا میرا شعر سُن لیں ؎

ان کے چہرے پہ کھچڑی ڈاڑھی کا
ایک دن تم تماشہ دیکھو گے
میر اس دن جنازہ اُلفت کا
اپنے ہاتھوں سے دفن کر دو گے

مجدّدِ ملّت حضرت تھانوی کا تقویٰ

واللہ کہتا ہوں کہ کتنے صوفیوں کو حسن کے چکر نے غارت کر دیا۔ حکیم الامت کے بھتیجے مولانا شبیر علی نے ایک طالبِ علم کو حضرت کے پاس کسی کام سے بھیجا، حضرت اس وقت تنہا بیٹھے باوضو بیانُ القرآن لکھ رہے تھے، فوراً نیچے اُتر آئے، اس لڑکے کے ساتھ ایک لمحہ بھی خلوت نہیں کی اور مولوی شبیر علی صاحب سے فرمایا کہ میری تنہائیوں میں بے ڈاڑھی مونچھ کے لڑکوں کو مت بھیجا کرو اور پھر فرمایا کہ جو مجھ کو حکیم الامت سمجھتے ہیں اس واقعہ سے سبق لیں۔

نفس پر کبھی بھروسہ نہ کریں

اپنے ایمان پر بھروسہ کرنے والوں کا حشر میں دیکھ چکا ہوں، جنھوں نے اپنے تقویٰ، اپنی سفید ڈاڑھی اور اپنی آہ وزاری پر بھروسہ کیا اور نفس کو ڈھیل دے دی ان کا ایمان خطرہ میں پڑ گیا، دعاؤں میں بعض لوگ بہت روتے ہیں، لیکن رونے کے بعد منہ کالا کر لیتے ہیں، اس لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر بگرید ور بنالد زار زار
ایں نہ خواہد شد مسلماں ہوش دار

اگر تمہارا نفس بہت روئے زار زار نالہ کرے تو یاد رکھو نفس کبھی مسلمان نہیں ہوگا، یاد رکھو یہ نفس دشمن ہے ؎

نفس فرعون است ہیں سیرش مکن

نفس کا مزاج فرعون جیسا ہے، اگر تم نے اس کو گناہوں کا مزہ چکھایا تو تمہیں اور گنہگار بنائے گا اور تمہاری رفتارِ معصیت کو تیز کر دے گا، ایسے لوگ بھی نظر آئے کہ سجدے میں روئے اور رونے کے بعد منہ کالا کیا، کیونکہ رونے کے بعد گناہوں سے بےفکری ہوگئی اور سمجھے کہ ہم فرشتہ ہوگئے۔ اس لیے نفس صرف رونے سے قابو میں نہیں آتا محض عبادتوں اور مجاہدوں سے بھی قابو میں نہیں آتا۔ جب تک کسی مرشدِ کامل کا دامن مضبوطی سے نہیں پکڑوگے نفس قابو میں نہیں آئے گا۔ اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِّ پیر

دامنِ آں نفس کش را سخت گیر

یعنی شیخِ کامل کے سایۂ تربیت کے بغیر نفس نہیں مٹ سکتا لہٰذا کسی مرشدِ کامل کا دامن مضبوطی سے پکڑلو اور دل وجان سے اس سے محبت کرو۔ جتنا زیادہ تعلق شیخ سے ہوگا اتنا ہی زیادہ فیض ہوگا۔

خواجہ صاحب کی فنائیت

خواجہ عزیز الحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق مریدوں میں سے تھے۔ عاشق اپنے معشوق سے زیادہ بولنا چاہتا ہے، خواجہ صاحب محبت کی وجہ سے حضرت تھانوی سے بہت زیادہ بات کرتے تھے۔ ایک بار حضرت نے فرمایا کہ خواجہ صاحب آپ بہت زیادہ باتیں کرتے ہیں، چالیس دن تک بات بند کیجئے اور خانقاہ سے باہر نکل جائیے۔ خواجہ صاحب خانقاہ سے نکل گئے، فٹ پاتھ پر بستر لگا دیا، اب خانقاہ کے باہر فٹ پاتھ پر ڈپٹی کلکٹر کا بستر لگا ہوا ہے۔ خواجہ صاحب نے پرچہ پر ایک شعر لکھا اور حضرت کو بھجوا دیا ؎

اُدھر وہ در نہ کھولیں گے، اِدھر میں در نہ چھوڑوں گا
حکومت اپنی اپنی ہے، کہیں اُن کی کہیں میری

خانقاہ میں آپ کی حکومت ہے، آپ ہمیں وہاں سے بھگا سکتے ہیں، بھگانے کی حکومت آپ کی ہے، نہ بھاگنے کی حکومت ہماری ہے۔ عاشقی اس کو کہتے ہیں، آج کل کیا پیری مریدی ہے، کسی کو ڈانٹ لگادی تو کہتے ہیں کہ ارے ہمیں بہت سے اللہ والے مل جائیں گے، خالی آپ ہی اللہ والے ہیں؟ جائیے! میں نہیں مانتا آپ کو، ایسے مرید بھی ملتے ہیں، یہ مرید ہیں کہ ایک ڈانٹ میں بھاگ گئے؟ اور ایک خواجہ صاحب تھے کہ شیخ نے خانقاہ سے نکال دیا تو خانقاہ کے باہر بستر لگا کر بیٹھ گئے۔ آہ! خواجہ عزیزالحسن مجذوبؔ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کو اللہ نور سے بھر دے، خواجہ صاحب نے اپنے شیخ کے ہاتھوں فنا ہونے کا، اپنے نفس کو مٹانے کا حق ادا کر دیا، فرماتے ہیں ؎

نہیں کچھ اور خواہش آپ کے در پر میں لایا ہوں
مٹا دیجئے مٹا دیجئے میں مٹنے ہی کو آیا ہوں

شیخ کے ناز اٹھانے کی برکت سے خواجہ صاحب کہاں سے کہاں پہنچ گئے کہ علماء کے شیخ ہوئے، حالانکہ انگریزی داں تھے، مسٹر تھے، لیکن مسٹر نے جب اپنی ٹر مِس کی تو ولی اللہ بن گئے، صاحبِ نسبت ہوگئے، مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم جیسے بڑے عالم کے شیخ ہوئے، یہ ملتا ہے اہل اللہ کی صحبت سے۔ جب خواجہ صاحب کو حکیم الامت کی صحبت کی برکت سے نسبت عطا ہوگئی اور اللہ کے ولی بن گئے تو حکیم الامت سے عرض کیا ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں، پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

علامتِ ولایت

ایک بار خواجہ صاحب نے حضرت حکیم الامت تھانوی سے پوچھا کہ حضرت! جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی نسبت عطا کرتے ہیں، ولی اللہ بنا لیتے ہیں، دل میں آجاتے ہیں تو کیا اس کو پتا چل جاتا ہے کہ آج میں صاحبِ نسبت ہوگیا، آج میرے دل میں خدا آگیا؟ حکیم الامت نے جواب دیا کہ جی ہاں! جب اللہ تعالیٰ نسبت عطا کرتا ہے تو پتا چل جاتا ہے۔ عرض کیا کیسے پتا چلتا ہے؟ فرمایا کہ جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ کو پتا نہیں چلا تھا کہ میں بالغ ہوگیا ہوں یا دوستوں سے پوچھا تھا کہ بتانا یارو ہم بالغ ہوئے ہیں یا نہیں۔ جب جسم بالغ ہوجاتا ہے تو رگ رگ میں نئی جان آجاتی ہے، عالمِ شباب طاری ہوجاتا ہے اور جب روح بالغ ہوتی ہے، اللہ تک پہنچ جاتی ہے تو روح میں ایک نئی شان آجاتی ہے ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

جب خدا دل میں آتا ہے یعنی اپنی تجلیاتِ خاصہ سے متجلّی ہوتا ہے تو دنیا نگاہوں سے گر جاتی ہے، چاند اور سورج نگاہوں سے گر جاتے ہیں، بادشاہوں کے تخت و تاج نگاہوں سے گر جاتے ہیں، مالداروں کی مال و دولت نگاہوں سے گر جاتی ہے، اسی مضمون کو خواجہ صاحب نے اِس شعر میں بیان کیا ہے ؎

یہ کون آیا کہ دھیمی پڑ گئی لو شمعِ محفل کی
پتنگوں کے عوض اڑنے لگیں چنگاریاں دل کی

میرے مرشد اوّل حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس شعر کو پڑھ کر بہت روتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ نسبت عطا ہونے کی علامت ہے کہ دنیا اس کی نگاہوں سے گر جاتی ہے اور شاہ عبدالغنی صاحب ایک دوسرا شعر بھی

فرماتے تھے کہ جب خدا اپنی نسبت عطا کرتا ہے تو کیا ہوتا ہے ۔

بس ایک بجلی سی پہلے کوندی پھر اس کے آگے خبر نہیں ہے
مگر جو پہلو کو دیکھتا ہوں تو دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

جب اللہ دل میں آتا ہے تو اپنا دل بھی نہیں معلوم ہوتا کہ کہاں ہے ۔

نہ دل ماند نہ من مانم نہ عالم
اگر فردا بدیں خوبی در آئی

جب سارا عالم نگاہوں سے گر جائے تو اپنا کیا ہوش رہے گا۔ خواجہ صاحب نے کیا پیارا شعر فرمایا ۔

حال میں اپنے مست ہوں غیر کا ہوش ہی نہیں
رہتا ہوں میں جہاں میں یوں جیسے یہاں کوئی نہیں

خدا کے عاشقوں کا عالم

خدا کا ہر عاشق اپنی دنیا الگ بناتا ہے، اس کے آسمان و زمین الگ ہوتے ہیں، اس کے چاند و سورج الگ ہوتے ہیں، میں نے الٰہ آباد میں ایک بہت بڑے بزرگ مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ حضرت اللہ کا ہر عاشق ایک الگ دنیا بناتا ہے، اس کا عالم الگ ہوتا ہے اور پھر اپنا ایک مصرع عرض کیا جو اسی وقت موزوں ہوا تھا کہ ۔

اپنا عالم الگ بناتا ہے

حضرت نے فرمایا کہ اس پر میرا ایک مصرع لگا دو ۔

عشق میں جان جو گنواتا ہے
اپنا عالم الگ بناتا ہے

زندگی ایک ہی دفعہ ملی ہے

لیکن اس ظالم سے کیا جان دینے کی توقع ہو جسے مرنے والوں سے فرصت نہیں، جو پیشاب اور پاخانے کے مقامات میں گھسنے کے لیے پاگلوں کی طرح بے چین ہے، واللہ! میں روتے روتے مر بھی جاؤں تب بھی میری آہ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ بہت ہی بدبختی کی بات ہے، ایک ہی دفعہ تو زندگی ملی ہے، کب تک ان مُردوں پر مرتے رہو گے، اللہ پر کب مرو گے؟ آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ زندگی ان حسینوں پر ختم ہوگئی تو کیا آپ امید رکھتے ہیں کہ مرنے کے بعد اللہ آپ کو دوبارہ زندگی دے کر دنیا میں بھیجے گا کہ اچھا اس دفعہ تو تم بتوں پر مرے، جاؤ! اب مجھ پر مر کے آنا، کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ یہ حسین آپ کے کچھ کام نہیں آئیں گے، اگر خدا فالج گرادے، بلڈ کینسر پیدا کردے، گردے بیکار کردے تو یہ حسین جن کو دیکھ دیکھ کر لوگ پاگل ہو رہے ہیں کیا ہاسپٹل میں جا کر خیریت پوچھیں گے؟

اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت کریں؟

کاش ہمیں اپنے اللہ سے ایسا عشق ہو جائے جس طرح چھوٹا بچّہ اپنی ماں کے بغیر بے چین ہو جاتا ہے۔ حج کے زمانہ میں ایک بچّہ بیت اللہ میں اپنی ماں سے بچھڑ گیا اور چلاّ چلاّ کر رونے لگا، ساری دنیا کی ماؤں نے اس کو گود میں لیا، ان میں گوری اور سرخ سفید مائیں بھی تھیں جو صاف ستھرے قیمتی کپڑے پہنے ہوئے تھیں، لیکن بچّہ کسی سے چپ نہیں ہوا، چلاّ تا رہا، یہاں تک کہ اس کی اصلی ماں آ گئی جو کالی بھی تھی اور اس کے کپڑے بھی میلے تھے جب اس نے گود میں لیا تو بچّہ خاموش ہو گیا اور فوراً سو گیا، کیونکہ اصلی ماں کے پاس پہنچ گیا تھا،

دوسری ماؤں کے پاس اس کی بے چینی دور نہیں ہوئی۔ اے خدا! ہم سب کو اپنی ایسی محبت دے دے کہ آپ کے بغیر ہمارا چین چھن جائے اور آپ کی یاد ہی سے چین ملے کیونکہ اللہ کی یاد ہی میں چین ملتا ہے اور بتوں کے عشق میں نیندیں حرام ہو جاتی ہیں، ولیم فائیو کھاؤ گے پھر بھی نیند نہیں آئے گی، دل بے چین رہے گا، عرقِ بید مشک پیتے رہو گے پھر بھی چین نہ پاؤ گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد میں ہمارے دل کے اطمینان کا وعدہ فرمایا ہے، ہم اللہ کو چھوڑ کر کہاں چین تلاش کر رہے ہیں؟ جیسے وہ بچہ جب اپنی ماں کو پا گیا تو روتے روتے سو گیا، ایسے ہی جب بندہ تسبیح اٹھاتا ہے، اللہ کا نام لیتا ہے تو اسے نیند آجاتی ہے۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ذاکر نے خط لکھا کہ حضرت جب میں اللہ اللہ کرتا ہوں تو نیند آجاتی ہے، فرمایا فوراً سر کے نیچے تکیہ رکھ کر سو جاؤ، پھر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث نقل کی:

﴿لَیْسَ فِی النَّوْمِ التَّفْرِیْطُ﴾

(سنن ابی داؤد، ج: ۱، باب من نام عن الصلوٰۃ او نسیھا)

نیند میں کمی مت کرنا، جب نیند پوری ہو جائے تو اُٹھ کر ذکر پورا کرلو۔ جب بندہ اللہ اللہ کرتا ہے تو کیسی پُرسکون نیند آتی ہے، اس پر میرا ایک شعر ہے ؎

آتی نہیں تھی نیند مجھے اضطراب سے
ان کے کرم نے گود میں لے کر سلا دیا

بے لذت ذکر سے بھی نسبت عطا ہو جاتی ہے

سالکین حضرات کی خدمت میں دو باتیں عرض کرتا ہوں، آپ کو اپنے بزرگوں کی بات سناؤں گا، اختر کوئی چیز نہیں مگر اپنے اکابر کی بات پیش کرتا ہے۔ ایک شخص نے حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ آج کل مجھ کو

ذکر میں مزہ نہیں آرہا ہے اور کوئی فائدہ بھی محسوس نہیں ہو رہا ہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اسے لکھا کہ ظالم! اتنے بڑے مالک کا نام لیتا ہے پھر بھی کہتا ہے کہ کوئی فائدہ نہیں ہوا، کیا یہ کم فائدے کی بات ہے کہ اتنے بڑے مالک کا نام لینے کی توفیق مل گئی۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ مزہ آئے نہ آئے ذکر پورا کرو۔ حکیم الامت کا جملہ نقل کرتا ہوں کہ جس سالک کو، اللہ اللہ کرنے والے کو ذکر میں کچھ مزہ نہ آئے مگر ذکر کرتا رہے تو بے لذت ذکر سے بھی اس کو نسبت مع اللہ عطا ہو جاتی ہے اور قلب کو صحت نصیب ہو جاتی ہے یعنی بیمار دل چنگا بھلا ہو جاتا ہے، تندرست ہو جاتا ہے چاہے مزہ آیا ہو یا نہ آیا ہو۔ مزہ آیا تو آپ نے اللہ کا نام لیا اور مزہ نہ آیا تو اللہ کا نام لینا چھوڑ دیا تو بتایئے! آپ مزے کے غلام ہیں یا اللہ کے؟ عبداللُطف ہیں یا عبداللطیف ہیں؟ یہ شیطان کی بہت خطرناک سازش ہے، وہ پٹی پڑھاتا ہے کہ ذکر میں مزہ نہیں آرہا ہے لہٰذا ذکر چھوڑ دو لیکن آپ اس کے کہنے میں نہ آئیں۔ ہمارے بزرگوں نے ہمیں جتنا ذکر بتایا ہے اس میں ناغہ مت کرو، جو ناغہ کرتا ہے فاقہ کرتا ہے، ذکر کا ناغہ روح کا فاقہ ہے، اگر بیمار ہو تو آدھا ہی پڑھ لو، ورنہ جتنی ہمت ہو اتنا کرلو اور نفس سے کہہ دو کہ اگر آج تو نے ذکر نہیں کیا تو تجھے فاقہ کراؤں گا، روٹی نہیں چھوڑی تو روٹی دینے والے کا نام کیسے چھوڑوں؟

ذکر میں اعتدال ضروری ہے

اللہ کا نام تو ایسا ہے کہ ہر وقت لیتے رہو، مگر اس زمانہ میں چونکہ اعصاب کمزور ہو گئے لہٰذا اتنا زیادہ ذکر بھی مت کرو کہ پاگل ہو جاؤ، اپنے شیخ سے مشورہ کرتے رہو۔

ایک صاحب کی اسّی سال عمر تھی، انہوں نے ہر وقت ذکر کرنا شروع

کردیا، رات بھر جاگتے تھے، صرف دو تین گھنٹے سوتے تھے نتیجہ یہ نکلا کہ بلڈ پریشر ہائی ہوگیا، چکر آنے لگے۔ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق تھا، ان کے انتقال کے بعد اختر سے رجوع ہوئے، میں نے کہا آپ ذکر ملتوی کردیں اور خوب سوئیں، کم از کم چھ گھنٹہ نیند ضرور پوری کریں ورنہ آپ اور زیادہ بیمار ہوجائیں گے، اگر شیخ کی بات مانتے ہیں تو مجھ سے تعلق رکھیں ورنہ دوسرا پیر تلاش کرلیں، کہنے لگے آپ کی ہر بات مانوں گا۔ میں نے کہا آپ عشا کے فرض کے بعد دو سنت پڑھ کر وتر سے پہلے دو رکعت نفل پڑھ لیں، ان شاء اللہ قیامت کے دن تہجد گذاروں میں اٹھائے جائیں گے۔ اگر وتر سے پہلے دو رکعت پڑھنا بھول گئے تو وتر کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں لیکن افضل یہی ہے کہ وتر سے پہلے پڑھ لیں، ان دو رکعات میں نمازِ توبہ کی نیت، نمازِ حاجت کی نیت اور نمازِ تہجد کی نیت یعنی صلوٰۃ التوبہ، صلوٰۃ الحاجت اور صلوٰۃ التہجد تینوں نیت کرسکتے ہیں، نماز پڑھ کر اللہ سے معافی مانگ لیں یہ صلوٰۃ التوبہ ہوگئی، صلوٰۃ الحاجت یہ کہ اپنی حاجت اللہ کے سامنے پیش کریں کہ اے اللہ! ہماری سب سے بڑی حاجت یہ ہے کہ آپ ہمیں مل جائیں، ہم آپ سے دور ہوکر یتیم بنے ہوئے ہیں اور دعا کرلیجئے کہ اے خدا میری یہی دو رکعت تہجد بنا دیجئے۔ امداد الفتاویٰ میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ شامی لکھا ہے کہ جو دو چار یا چھ رکعات جتنی بھی توفیق ہو وتر سے پہلے پڑھ لے گا قیامت کے دن تہجد گذار اُٹھایا جائے گا اور علّامہ شامی نے فتاویٰ شامی میں اس کی باقاعدہ دلیل دی ہے جو فقہ کی بہت بڑی کتاب ہے۔

تو میں نے ان صاحب سے کہا کہ ہر وقت ذکر کرنے سے آپ کے دماغ میں خشکی بڑھ گئی ہے، لہٰذا کچھ عرصہ کے لیے ذکر ملتوی کردیں، بس فرض، واجب اور سنتِ موکدہ کا اہتمام کریں اور عشاء کی نماز میں جو شخص چار فرض، دو

سنت اور تین وتر پڑھ لے تو وہ بھی پاس ہوجائے گا کیونکہ ضروری عبادت یہی ہےاور کالج کے بعض لڑکے عشاء کی سترہ رکعات سن کر نماز ہی چھوڑ دیتے ہیں۔ بس آپ وتر سے پہلے صرف دو رکعات تہجد کی نیت سے پڑھ لیں، ایک ہفتہ کے بعد کہنے لگے کہ میرا بلڈ پریشر نارمل ہوگیا اور چکر جو آرہے تھے وہ بھی ٹھیک ہو گئے، میں بالکل صحت مند ہوگیا ہوں اور قلب پہلے سے زیادہ اللہ کے قریب معلوم ہورہا ہے۔ جیسے کوئی باپ اپنے بچے سے اتنی زیادہ خدمت نہیں لیتا کہ بچے کو چکر آجائیں، اس کا بلڈ پریشر لو ہوجائے، باپ کی رحمت چاہے گی کہ بیٹا میری اتنی خدمت کرے کہ خود بیمار نہ ہو تو کیا اللہ تعالیٰ اَرحمُ الرّٰحمِین ہو کر اپنے بندوں سے اتنی عبادت کروائیں گے کہ بندے بیمار ہوجائیں، اس لیے زیادہ عبادت سے ان کو بجائے حضوری کے دوری ہورہی تھی، اسی لیے شیخ کی ضرورت ہے، اگر شیخ کا انتقال ہوجائے تو فوراً دوسرا شیخ کرلو اور خط وکتابت کے ذریعہ اسے اپنے حالات بتاتے رہو۔

اصلاح زندہ شیخ سے ہوتی ہے

ایک صاحب نے کہا میں قبر پر جاتا ہوں اور شیخ کا سارا فیض مل جاتا ہے۔ میں نے کہا تمام اولیاء اللہ کا اس پر اجماع ہے کہ شیخ کے انتقال کے بعد دوسرا شیخ کرنا چاہیے۔ اگر ڈاکٹر کا انتقال ہوجائے تو کیا ڈاکٹر آپ کو قبر کے اندر سے انجکشن لگائے گا، گلوکوز چڑھائے گا؟ بس روحانی معالج یعنی اللہ والوں کی بھی یہی شان ہے، اگر شیخ کا انتقال ہوجائے تو ان کا حقِ محبت تو ادا کرو، ان کو ایصالِ ثواب کرو، لیکن اپنی اصلاح کے لیے کوئی زندہ شیخ تلاش کرو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو عجیب طریقہ سے حل فرمایا کہ اگر کنوئیں میں کوئی ڈول گر جائے تو آدمی دوسرا ڈول رسی سے باندھ کر کنوئیں میں گراتا ہے اور اپنے

ڈول میں پھنسا کر گرے ہوئے ڈول کو نکال لیتا ہے، اگر اس ڈول کا بھی انتقال ہو جائے یعنی وہ ڈول بھی گر جائے، تو گری ہوئی ڈولوں کو گری ہوئی ڈول نکال سکتی ہے؟ ڈول نکالنے والا کنوئیں سے باہر ہونا چاہیے، زندہ ہونا چاہیے۔

اہل اللہ کے روحانی مراتب

اللہ والے باعتبار جسم ہمارے قریب ہیں اور باعتبار روح کے ہم سے دور ہیں اور اللہ سے قریب ہیں، روحانی مرتبے میں وہ اس دنیا سے الگ ہیں، مجھے اپنا اُردو کا ایک شعر یاد آ گیا جس میں اختر نے اللہ والوں کی شان بیان کی ہے کہ اللہ والے چاہے کاروبار کریں، چاہے تجارت کریں ان کا دل ہر وقت خدائے تعالیٰ کے ساتھ رہتا ہے، آپ نے کبھی مچھلیوں کو پانی کے بغیر زندہ دیکھا ہے؟ وہ جہاں ہوتی ہیں ان کے ساتھ پانی ہوتا ہے، شہر کی دکانوں میں ہوتی ہیں تو شیشے کے اندر پانی میں رہتی ہیں، اسی طرح اللہ والے بھی جہاں جاتے ہیں اللہ کے نام اور قرب کا دریا ان کے ساتھ ہوتا ہے، ان کی روح بھی مچھلی جیسی ہوتی ہے، مومن کی روح کا یہی مقام ہونا چاہیے کہ جہاں بھی رہو اللہ کے نام کا دریائے قرب ساتھ رکھو ورنہ بغیر اللہ کی یاد کے دل مردہ ہو جائے گا، اللہ والے ہر وقت خدا کے ساتھ ہوتے ہیں، دنیا کے مشغلوں میں بھی وہ اللہ سے غافل نہیں ہوتے۔ اسی پر میرا شعر ہے ؎

دنیا کے مشغلوں میں بھی یہ باخدا رہے
یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا رہے

اللہ والے جسم کے اعتبار سے ہمارے ساتھ ہیں، مگر اپنی روح کے اعتبار سے ہم سے الگ ہیں، اللہ کے ساتھ ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حکیم الامت سے فرمایا مولانا اشرف علی صاحب سن لو! جب

امداد اللہ کسی سے بات بھی کر رہا ہو تو بھی آپ یہ سمجھئے کے میرے قلب سے آپ کے قلب میں نور داخل ہو رہا ہے کیونکہ امداد اللہ اگرچہ مخلوق کے ساتھ بات کرتا ہے مگر میرا دل اپنے خالق کے ساتھ وابستہ رہتا ہے، میرا دل خدا سے دور نہیں ہوتا۔ اس لیے عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ حضرات اللہ کے ولی بننا چاہتے ہیں تو بغیر گناہ چھوڑے ولایت نہیں مل سکتی، ولایت اور گناہ جمع نہیں ہو سکتے، لیکن معصیت سے اجتناب کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے گناہ ہی نہ ہو، کبھی کوئی گناہ ہو جائے تو اللہ سے توبہ کر کے رولو، لیکن یہ نہیں کہ گناہ کو غذا ہی بنالو، اپنا اوڑھنا بچھونا بنالو، خاص طور پر بدنظری بہت خطرناک مرض ہے، یہ اتنا شدید مرض ہے کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس سے دل کا کتنا ستیاناس ہوتا ہے، جب سڑک پر چلو ارادہ کرلو کہ ہمیں کسی حسین پر نظر نہیں ڈالنی ہے، آپ جب تک نظر بچانے کا ارادہ نہیں کریں گے نظر نہیں بچ سکتی، بعض لوگ عدمِ قصدِ نظر کرتے ہیں قصدِ عدمِ نظر نہیں کرتے۔ عدمِ قصدِ نظر کے معنی ہیں کہ دیکھنے کا ارادہ ان کے دل میں نہیں ہے مگر قصدِ عدمِ نظر یہ ہے کہ ارادہ کرو کہ کسی کو نہیں دیکھنا ہے، جب موٹر پر بیٹھئے، سڑکوں پر جایئے ارادہ کر لیجئے کہ اے اللہ! کسی حسین کو نہیں دیکھنا ہے، شیطان اور نفس جیسے دشمنوں کی وجہ سے میں آپ کا غضب نہیں خرید سکتا۔ اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنا عمدہ شعر فرمایا کہ خدا کب ملتا ہے؟ جب دنیا کے چاندوں کو چھوڑو گے تو اللہ کا چاند مل جائے گا، کتنا پیارا شعر ہے ؎

میں نے لیا ہے داغِ دل کھو کے بہارِ زندگی
ایک گلِ تر کے واسطے میں نے چمن لٹا دیا

اللہ کی محبت کا درد کب ملتا ہے؟

اللہ کی محبت کا درد کب ملتا ہے؟ جب دنیا کی فانی بہاروں کو چھوڑ دو خاص

کر جونا جائز بہار ہے۔گلِ تر سے مراد اللہ کی ذات ہے، آسمان کی طرف نظر ہے۔

توڑ ڈالے مہہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دِکھایا رُخ زیبا تو نے

ایک پیاسا دریا کے کنارے پیاس سے مر رہا تھا، اس کے اور دریا کے درمیان دیوار حائل تھی، کسی بزرگ سے مشورہ لیا کہ میں دریا تک پہنچنا چاہتا ہوں، بزرگ نے کہا کہ یہ دیوار تیرے اور دریا کے پانی کے درمیان حائل ہے، اس دیوار کو گرا دے، اس نے ایک اینٹ گرائی، وہ دریا میں گری تو چھم کی آواز آئی، یہ مست ہو گیا۔

از کجا می آید ایں آوازِ دوست

جو اپنے نفس کو گرانا شروع کرتا ہے تو ہر اینٹ کے گرنے سے خدا کا قرب بڑھتا رہتا ہے اور دریائے قرب سے آواز آتی رہتی ہے کہ اللہ قریب ہوتا جا رہا ہے، میں اللہ سے قریب ہوتا جا رہا ہوں۔

نکھرتا آرہا ہے رنگِ گلشن
خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں

مولانا رومی فرماتے ہیں جس دن وہ دیوار گر جائے گی یہ پیاسا دریا میں جھم سے کود جائے گا، خوب پانی پیئے گا، خوب نہائے گا، مست ہو جائے گا۔

پستی دیوار قربے می شود
فصلِ او درمانِ وصلے می شود

جب تک ہم نفس کی دیوار نہیں گرائیں گے اللہ نہیں مل سکتا، نفس کے فصل سے اللہ کا وصل ملے گا، یہی ظالم نفس اللہ سے دور کیے ہوئے ہے، مگر جن لوگوں نے نفس کی دم پکڑی ہوئی ہے ان پر روتا ہوں، جنھوں نے نفس کی دُم کو ایسا مضبوط پکڑا ہے کہ شیخ رو رو کے مر جائے مگر کیا مجال ہے کہ وہ اس کو چھوڑ

دیں، بس اللہ کی توفیق کا سہارا ہے، خدائے تعالیٰ ہم کو اور آپ سب کو توفیق دے کہ ہم اس نفس دشمن کی دُم چھوڑ دیں اور جان کی بازی لگا کر اللہ کو راضی کریں، واللہ! قسم کھا کر اپنے بزرگوں کے اقوال کی روشنی میں اعلان کرتا ہوں کہ جس نے حرام خوشیوں کو چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ اس کو اپنی محبت کی خوشیاں، اپنے قرب کی خوشیاں اور تعلق مع اللہ کی دولت سے اسے وہ خوشیاں دیتا ہے کہ بادشاہوں کو اس کی خبر نہیں، دنیائے رومانٹک کی فلم دیکھنے والوں، ناچنے گانے والوں کو اس کی خبر نہیں، مالداروں کو اس کی خبر نہیں، بادشاہوں کو اس لذت کی خبر نہیں۔ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں اللہ کا نام لے کر مست ہوتا ہوں تو ایران کی سلطنت ''کاؤس'' اور ''کے'' کو ایک جو کے بدلے خریدنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

عاشقانہ ذکر کا ثبوت

بیان کے شروع میں جو آیتیں میں نے تلاوت کی تھیں ان کا ترجمہ کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا نام لو وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ مگر میں تمہارا رب ہوں، میرا نام محبت سے لینا، جیسے ماں باپ کو پالنے کی وجہ سے ان کا نام محبت سے لیتے ہو تو اصلی پالنے والا تو میں ہوں، اگر میں ماں باپ کو روٹی نہ دوں تو تم کو کاٹ کر کھا جائیں، کلکتہ میں جب قحط پڑا تھا تو ماں باپ بچوں کو کاٹ کر کھا گئے تھے۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ میں رب کا لفظ نازل فرما کر اللہ نے اپنے ذکر کو عاشقانہ ذکر سے تعبیر فرما دیا کہ ہمارا نام لینا مگر مست ہو کر، اپنے پالنے والے رب العالمین کا تصور کرنا کہ اس اللہ کا نام لے رہا ہوں جو میرا پالنے والا ہے،

جس نے سورج چاند بنائے ہیں، وہ اللہ کھیتوں میں غلّہ اُگاتا ہے تب ہمیں غلّہ ملتا ہے، غلہ نوٹوں سے نہیں ملتا، اگر اللہ غلّہ پیدا نہ کرے تو نوٹ کیا کرے گا؟ وَتَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا خدا کی طرف بالکل رجوع ہو جاؤ، دل کے اعتبار سے غیر اللہ سے کٹ کر اللہ سے جڑ جاؤ، جسم شہر میں رہے، کاروبار میں رہے مگر دل میں یار رہے تَبَتُّل کہتے ہیں کہ خدا کے تعلق کو اپنے اوپر غالب کردو، غیر اللہ کے تعلق کو مغلوب کردو، جس دن خدا کا تعلق ہم پر غالب ہوگیا تو سارے زمانے پر ہم غالب ہوجائیں گے۔ جگر مرادآبادی شاعر صاحبِ نسبت بزرگ ہوکر دنیا سے گئے، حکیم الامت کے ہاتھوں پر توبہ کی، شراب چھوڑ دی اور ایک مٹھی ڈاڑھی بھی رکھی، جب ڈاڑھی ایک مٹھی رکھ لی تب اس ظالم نے کیا پیارا شعر کہا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

اور جگر صاحب فرماتے ہیں ؎

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگر
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

جب تعلق مع اللہ غالب ہوجائے گا تو ہم زمانہ پر غالب ہوجائیں گے، پھر دنیا بھر کی گمراہ کن ایجنسیاں ہمیں مغلوب نہیں کرسکیں گی، کہیں مرنے والوں پر مرنے والے بھی زمانہ پر چھا سکتے ہیں؟ جس وقت کوئی بدنظری کرتا ہے اس وقت اس کی شکل دیکھو، شیطان کی سی معلوم ہوتی ہے، اس کی شکل پر لعنتیں برستی ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ جو بدنظری میں مبتلا ہوتا ہے اللہ اس پر لعنت برساتا ہے، اگر آپ اس کی شکل کو دیکھیں گے تو بے وقوف اور انٹرنیشنل الّو معلوم ہوگا، جس چہرہ پر خدا کی لعنت برسے گی بھلا اس چہرہ پر چمک دمک رہے گی؟

قرآن پاک سے ذکرِ اسمِ ذات کا ثبوت

تو علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ میں کہ اپنے رب کا نام لیجئے کیا اس میں اسم ذات کا ذکر موجود نہیں ہے؟ کیا تصوف کا یہ مسئلہ قرآن پاک سے ثابت نہیں؟ وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ اپنے رب کا نام لیجئے، اِسْم کے معنی ہیں نام یعنی اللہ کا نام لینا چنانچہ اللہ اللہ کرنا اسی آیت سے ثابت ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے اللہ پر جل جلالہ کہنا واجب ہے۔ یہ مسئلہ بہشتی زیور میں بھی ہے۔

حکیم الامت مجدد زمانہ ہمارے دادا پیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں رب کا لفظ کیوں نازل فرمایا؟ یہ تو نہیں فرمایا کہ اللہ اللہ کرو فرمایا اپنے رب کا نام لیا کرو، تو فرمایا کہ رب اس لیے نازل کیا کہ اللہ کا نام عاشقانہ لینا جیسے اپنے ماں باپ کا نام محبت سے لیتے ہو کیونکہ وہ بظاہر پالنے والے ہوتے ہیں حالانکہ اصل پالنے والے تو اللہ تعالیٰ ہیں لہٰذا بعض یتیموں کو اللہ نے ایسا پالا کہ ماں باپ والے ان پر رشک کرتے ہیں جیسا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یتیمی کو اللہ تعالیٰ نے ایسا نوازا کہ سارے عالم کے ماں باپ والے رشک کرتے ہیں۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھتے تھے

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانہ صد ملت بشست

وہ یتیم بچہ جس پر قرآن پاک ابھی پورا نازل نہیں ہوا، صرف چند آیتیں نازل ہوئی ہیں مگر سارے عالم کے کتب خانے منسوخ ہو گئے، توریت منسوخ، زبور منسوخ، انجیل منسوخ، حالانہ ابھی قرآن پاک مکمل نازل نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا سایۂ رحمت جس کے سر پر ہو کوئی اس کو کیا پا سکتا ہے، ماں باپ

ہمارے رب العالمین نہیں ہیں، مولیٰ ہیں، پالنے والے ہیں مگر علی سبیل التولیۃ متولی ہیں، اصل پالنے والا اللہ ہے تو رب کا لفظ اس لیے نازل فرمایا کہ اپنے اللہ کا جب نام لو، جب تسبیح اٹھاؤ تو بے دلی سے ان کا نام نہ لو۔

محبت انگیز ذکر کا نفع

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اللہ اللہ کہتے ہیں مگر ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کس کا نام لے رہے ہیں ؎

آں می خوانند ہر دم نامِ پاک
ایں اثر نکند چوں نہ بود عشق ناک

مولانا رومی نے عشق ناک فرمایا ہے، ذکر عشق ناک ہونا چاہیے، یہ دنیا میں اس لفظ کا پہلا استعمال ہے، مولانا جلال الدین رومی نے اس لغت کو وضع کیا ہے، غمناک، دردناک، افسوس ناک، وحشت ناک اور عبرت ناک وغیرہ تو آپ نے سنا ہوگا مگر عشق ناک سنا تھا کبھی؟ مولانا رومی نے مثنوی میں اس لفظ کو ایجاد فرمایا۔ ناک کے معنی ہیں بھرا ہوا، دردناک یعنی درد سے بھرا ہوا، عبرت ناک عبرت سے بھرا ہوا، افسوس ناک افسوس سے بھرا ہوا، غم ناک غم سے بھرا ہوا اور عشق ناک عشق سے بھرا ہوا تو عشق سے بھرا ہوا ذکر کرو، جب اللہ اللہ کرو تو مولانا رومی کا یہ شعر بھی بیچ میں پڑھ لیا کرو ؎

اللہ اللہ ایں چہ شیریں است نام
شیر و شکر می شود جانم تمام

اے اللہ آپ کا نام کتنا میٹھا ہے، میری جان تو دودھ چینی ہوگئی، بندہ اور خواجہ دونوں دودھ چینی ہوگئے، دودھ اور شکر دونوں مل جاتے ہیں تو مزہ بڑھ جاتا ہے، آہ! بندہ کی بندگی کی لذت اور خواجہ کی خواجگی کی لذت دونوں مل کر کچھ اور ہی مزہ

دیتی ہیں۔

نشہ بڑھتا ہے شرابیں جو شرابوں میں ملیں
مے مرشد کو مے حق میں ملا لینے دو

شیخ کی محبت اور اللہ تعالیٰ کی محبت جب مل جاتی ہے تب نشہ تیز ہو جاتا ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اللہ کا نام لو عاشقانہ لو کہ وہ میرا پالنے والا ہے، مجھے وجود بخشا ہے، مسلمان گھر میں پیدا کیا ہے، سلامتی اعضاء کے ساتھ پیدا کیا ہے، لنگڑا لولا اور اندھا پیدا نہیں کیا، اسلام اور ایمان عطا فرمایا، اپنا نام لینے کی توفیق دی۔ ایک وقت میں ایک بندہ اللہ اللہ کر رہا ہے اسی وقت میں کتنے زِنا اور شراب میں مبتلا ہیں اور سور کا گوشت کھا رہے ہیں کیا یہ ہماری خوش نصیبی نہیں ہے کہ ہم ان کا نام لیں بس اس آیت سے اسمِ ذات کا ثبوت مل گیا یا نہیں اور یہ تقاضائے عشق بھی ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے آدمی بار بار اس کا نام لیتا ہے۔

حدیث پاک سے ذکرِ اسمِ ذات کا ثبوت

اب میں حدیث سے ذکر اسم ذات کو ثابت کرتا ہوں:

مَنْ اَحَبَّ شَیْئًا اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ

(المرقاۃ، کتاب الادب، ج: ۹، ص: ۲۱۲، دار الکتب العلمیۃ)

جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے تو بار بار اس کا نام لیتا ہے تو اللہ سے جس کو محبت ہوتی ہے وہ بار بار اللہ کا نام لیتا ہے، یہ ذکرِ اسمِ ذات دلیلِ عاشقی ہے، دلیلِ محبت ہے۔ تھانہ بھون میں ایک بچہ عاشقِ لڈو تھا۔ اس سے کسی نے کہا کہ تیرا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا عبد الرحمٰن لڈو، پوچھا کہ تیرے باپ کا نام کیا ہے تو کہا عبد اللہ لڈو، پوچھا کتنے بھائی ہیں کہا تین بھائی ہیں لڈو غرض

لڈو چھوڑتا ہی نہ تھا۔

آپ نے وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا کی تفسیر سمجھ لی کہ اللہ کا نام عاشقانہ لو۔ ظاہری علم رکھنے والے خشک قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ اللہ کا نام لینے کا ثبوت کہاں ہے؟ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام بیہقی تفسیر مظہری میں جو عربی زبان میں ہے لکھتے ہیں کہ اس آیت سے اللہ اللہ کرنا ثابت ہوتا ہے، بتایئے! ہمارے رب کا کیا نام ہے؟ اللہ ہے یا نہیں؟ تو وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ سے اللہ کا نام ثابت ہو گیا، ذکرِ اسمِ ذات کا ثبوت اس سے مل گیا۔

تبتل کی حقیقت

آگے ہے تبتل کا مسئلہ، تصوف کا ایک مسئلہ ہے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا کہ سب سے کٹ کر اللہ سے جڑنا۔ اس آیت کے ذیل میں حکیم الامت تفسیر بیان القرآن میں لکھتے ہیں کہ اس سے مراد جنگلوں میں جا کر جوگی اور سادھو بننا نہیں ہے، بال بچوں کی پرورش میں، تجارت گاہوں میں اور اپنے احباب میں آپ تبتل کا مقام اس طرح حاصل کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے تعلق کو، علاقۂ خداوندی کو، تعلق مع اللہ کو، اللہ کی محبت اور تعلق کو تمام تعلقات ماسوا اللہ پر تمام مخلوق کے تعلق پر غالب کر دیں، کھانے پینے کی محبت، مرغی اُڑانے اور ٹھنڈے پانی کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کو غالب کر لو یعنی اللہ کی محبت اکیاون فیصد کر لو بس تبتل کا مقام مل گیا، اللہ کے تعلق کو اپنے اوپر غالب کر لو تا کہ زمانہ تم کو مغلوب نہ کر سکے۔ علاقۂ خداوندی کو تعلقاتِ مخلوق پر غالب کرنے کا نام تبتل ہے جو آپ مخلوق میں حاصل کر سکتے ہیں، اس کے لیے جنگل میں جانے کی ضرورت نہیں ہے، اسلام میں سادھو بننا نہیں سکھایا۔ لہٰذا اس آیت سے دو مسئلے ثابت

ہو گئے ،نمبر ایک ذکرِ اسمِ ذات اور نمبر دو و تبتل الیہ تبتیلا کہ سب سے کٹ کر
آپ اللہ سے جڑ جایئے یعنی قلب کے اعتبار سے ۔ یہ حکم جسم کے اعتبار سے نہیں
ہے، بس قلب کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے چپکائے رکھو۔

بعض لوگ یہ سوچتے ہیں کہ بیٹی کی شادی ہو جائے ، مکان کی چھت
ڈل جائے ، پھر اطمینان سے اللہ کا نام لیں گے، ابھی تو ذہنی سکون ہی نہیں ہے،
بے حد مشغولی ہے، اس مشغولی میں اللہ کا نام لینے میں کیا مزہ آئے گا؟ ذرا دو
چار اہم اہم کام کرلوں پھر خدا کا نام لوں گا اور دوسری بات یہ سوچتے ہیں کہ ابھی
فلاں گناہ کی عادت ہے، ابھی اس گناہ کو چھوڑنے کی ہمت نہیں ہے، جب یہ گناہ
چھوٹ جائیں گے پھر صوفی بنیں گے۔

پہلی بات کا جواب تو قرآن پاک کی آیت دے رہی ہے، حکیم الامت
فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ غیر اللہ سے کٹ جاؤ، بس میرا نام لینا
شروع کردو، بتاؤ! وَ اذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ پہلے ہے یا وَ تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا پہلے
ہے؟ تو اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میرا نام لینا شروع کردو، میرے نام ہی کے
صدقہ میں غیر اللہ سے کٹ سکو گے، اس پر اپنا ایک مصرع یاد آگیا ؎

نعم البدل کو دیکھ کے توبہ کرے گا میر

گھٹیا والی چیز کب چھوٹتی ہے؟ جب بڑھیا چیز ملتی ہے تو اللہ نے فرمایا
کہ مُردوں کے عشق سے نجات نہیں ملے گی جب تک میرا نام نہیں لو گے، لہٰذا
پہلے میرا نام لو، جب بڑھیا والی پیو گے تو گھٹیا والی خود ہی چھوٹ جائے گی اور وَ
تَبَتَّلْ اِلَیْہِ تَبْتِیْلًا غیر اللہ سے کٹنا موقوف ہے ہمارے ذکر پر، جب تک ہمیں
یاد نہیں کرو گے غیر اللہ سے نہیں کٹ سکو گے، میرا نام لیتے جاؤ، لَا اِلٰہ سے غیر اللہ
سے کٹتے جاؤ، اور اِلَّا اللہ سے ہم کو پاتے جاؤ۔

دوسری بات کا جواب مولانا رومی نے دیا ہے کہ ایک آدمی ناپاک

ہوگیا، اس پر غسل فرض تھا، اب وہ دریا کے کنارے کھڑا ہو کر دریا سے کہہ رہا ہے کہ اے دریا! میں ناپاک ہوں، تیرے اندر کیسے آؤں؟ تیرا پانی اتنا مقدّس، اتنا پاک ہے، مجھے شرم آتی ہے، میں آؤں گا تو تیرا پانی ناپاک ہوجائے گا، دریا نے ہنس کر کہا ارے بے وقوف، انٹرنیشنل نادان، بین الاقوامی بُدھو، اگر یہ سوچتا رہا تو قیامت تک ایسے ہی ناپاک کھڑا رہے گا، اسی حالت میں میرے اندر کود پڑ، میرے پانی نے تیرے جیسے ہزاروں کو پاک کردیا، میرا پانی ہمیشہ پاک رہتا ہے لہٰذا جس حالت میں بھی ہو فوراً اللہ کا نام لینا شروع کردو، اللہ کے دریائے قرب میں داخل ہوجاؤ، خود بھی پاک ہوجاؤ گے اور اللہ کا دریا تو ہمیشہ پاک رہے گا، اللہ خود فرما رہے ہیں کہ جب بندے کہتے ہیں سبحان اللہ، یعنی اللہ پاک ہے تو اے بندو! کیا تمہاری پاکی بیان کرنے سے میں پاک ہوتا ہوں؟ میں تو ہوں ہی پاک لیکن جو میری پاکی بیان کرتا ہے اس کے صدقے میں وہ خود پاک ہوجاتا ہے۔

حاجی امداد اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ کا درسِ مثنوی ہورہا تھا، حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی بیٹھے تھے، حاجی صاحب نے فرمایا کہ مولانا اشرف علی جب میں اپنے دوستوں سے باتیں کروں تب بھی آپ میرے قلب کی طرف متوجہ رہیں کہ میرے شیخ کے دل سے میرے قلب میں اللہ تعالیٰ کا نور آرہا ہے کیوں کہ میں جب اپنے دوستوں میں بات چیت کرتا ہوں اس وقت بھی میرا دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشغول رہتا ہے، یہ نہ سمجھو کہ میں مخلوق میں مشغول رہتا ہوں، زبان مشغول رہتی ہے مگر دل اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت غالب رہتی ہے۔

جب مہر نمایاں ہوا، سب چھپ گئے تارے
وہ مجھ کو بھری بزم میں تنہا نظر آئے

جب سورج نکلتا ہے تو ستارے چھپ جاتے ہیں، حالانکہ آسمان پر موجود رہتے

ہیں، وجود کے اعتبار سے فنا نہیں ہوتے لیکن ان پر سورج کا غلبہ ہوجاتا ہے یعنی جب سورج نظر آتا ہے، پھر ستارے نظر نہیں آتے تو کیا ستارے موجود نہیں ہوتے؟ اسی طرح اللہ والوں کے بال بچے ہوتے ہیں، تجارتیں چلتی ہیں، کاروبار ہوتا ہے مگر دل میں یار کا غلبہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت غالب رہتی ہے، اسی غلبۂ عشقِ الٰہی، غلبۂ علاقۂ خداوندی کے لیے خانقاہوں میں اللہ والوں کی جوتیاں سیدھی کرنی پڑتی ہیں کہ ہم پر اللہ کا تعلق غالب ہوجائے۔ اسی تعلق کو غالب کرنے کے لیے میں سہ روزہ لگا رہا ہوں، آج عصر کے بعد سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر کے جنگل میں جاؤں گا مگر یہ وہ جنگل نہیں جہاں موتی نہ ہو، ان شاء اللہ تعالیٰ سنیچر، اتوار، پیر تین دن وہیں رہوں گا، جن لوگوں کو فرصت ہو وہ تین دن میرے ساتھ وہاں رہیں اور میں ان کے ساتھ رہوں، مزہ جب ہے جب دونوں بے قرار ہوں ؎

دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

یہ سہ روزہ میں کیوں لگا رہا ہوں؟ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک عورت نے دوسری عورت سے پوچھا کہ بہن ری بہن فوج کسے کہیں ہیں؟ تو دوسری نے کہا اری بے وقوف! تیرا مردوا، میرا مردوا، اِس کا مردوا، اُس کا مردوا یعنی اُن کے شوہر جب سب مل گئے فوج تیار ہوگئی تو صوفی کیسے بنتے ہیں؟ چند لوگ جمع ہوکر اللہ کا نام لیں بس صوفی ہوجائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے سندھ بلوچ سوسائٹی گلستانِ جوہر میں اتنی عظیم خانقاہ بنوادی ہے جس کی امید بھی نہیں تھی، بہت مشکل کام تھا، اب اللہ کی نعمت کا شکر کرتا ہوں سہ روزہ لگا کر اور یہ پہلا سہ روزہ ہوگا وہاں کا، جس کو میں اپنے قلب وروح سے آزماؤں گا کہ کتنا نفع ہوا اور ان شاء اللہ امید ہے کہ جو اللہ کے لیے قدم نکالتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہیں اور اتوار کو ۹ بجے

سے گیارہ بجے تک عام جلسہ ہوگا جتنے لوگوں کا دل چاہے وہاں پہنچیں مگر ناشتہ اپنے گھر کرلیں تاکہ میرا وقت بچ جائے اور وہی وقت دین کے کام آئے، یہاں پیر کا جو بیان ہوتا ہے وہ بھی وہیں ہوگا اور یہ وہاں کا پہلا پیر ہوگا۔

قرآن پاک سے ذکرِ نفی اثبات کا ثبوت

اللہ تعالیٰ آگے فرماتے ہیں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ جب بندہ اللہ اللہ کرتا ہے تو شیطان فوراً پہنچتا ہے کہ روٹی لانی ہے، بیکری جانا ہے، انڈے نہیں ہیں، مکھن نہیں ہے، بیوی نے کہا تھا کہ ایک مرنڈا بھی لے آنا غرض ساری دنیا کی فکریں جمع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عاشقوں کے لیے فرمایا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ یہ آیت عاشقانِ خداوند تعالیٰ کی راہ کے روڑے ہٹاتی ہے کہ اگر تم دن میں میرا ذکر کرتے ہو، اگر دن میں مجھے یاد کرتے ہو تو دن کی فکروں کو چھوڑو، میں رَبُّ الْمَشْرِقِ ہوں میں سورج کو نکالتا ہوں، دن کو پیدا کرتا ہوں، میں دن کا صرف خالق نہیں ہوں بلکہ دن میں میرے بندوں کی جتنے بھی ضروریات ہیں اور پرورش کے متعلق اُمور ہیں ان کا انتظام بھی میرے ذمہ ہے لہٰذا فکر نہ کرو، جو دن پیدا کرسکتا ہے وہ دن کی تمام ضروریات کی کفالت بھی کرسکتا ہے۔ جب ذکر پورا ہوجائے تب آٹا لے آؤ، بیکری چلے جاؤ کوئی منع نہیں ہے مگر حالتِ ذکر میں انڈا مت خریدو، یہ نہ ہو کہ جسم ذاکر ہے اور دل بیکری میں ہے، زبان سے اللہ اللہ اور دل انڈا اور بیکری میں ہے، ڈبل روٹی خرید رہا ہے۔ حکیم الامت نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو تو اس وقت دن کی تمام فکروں کو دماغ سے نکال دو اور رب پر اعتماد کرو کہ دن کے پیدا کرنے والے کو یاد کر رہا ہوں وہ میری دن کی ضروریات کے لیے کافی ہے اور اگر اللہ کو رات میں یاد کر رہے ہو تہجد یا اوّابین یا ذکر کی صورت میں تو وَالْمَغْرِبِ کہ میں رب

المغرب بھی ہوں، سورج میرے ہی حکم سے ڈوبتا ہے، میں رات کا بھی رب ہوں، جب میں رات کو پیدا کرسکتا ہوں تو تمہارے رات کے کاموں کی کفالت بھی قبول کرسکتا ہوں۔ جب میں دن اور رات پیدا کرسکتا ہوں تو تمہارے دن اور رات کے کاموں کی ذمہ داری بھی قبول کرسکتا ہوں لَآ اِلٰــہَ اِلَّا ھُــوَ اوران کے سوا کوئی ہمارا معبود نہیں ہے، اس میں ذکرِ نفی اثبات کا ثبوت ہے۔

رَبُّ الْــمَشْــرِقِ وَالْــمَغْرِبِ کی حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا عمدہ تفسیر کی ہے، اس آیت پر حضرت کا پورا ایک وعظ ہے، میں اس وعظ کا خلاصہ پیش کر رہا ہوں کہ جو اللہ دن پیدا کرسکتا ہے وہ اللہ تمہارے دن کے کاموں کی کفالت اور ذمہ داری بھی قبول کرسکتا ہے لہٰذا جب اللہ کا نام لوتو شیطان سے کہہ دو کہ اے شیطان! تو آٹے کی یاد دِلا رہا ہے؟ ارے! میں اللہ کا نام لے رہا ہوں، جو دن پیدا کرسکتا ہے، وہ ہمارے دن کے کاموں کا کفیل بھی ہے اور اگر رات میں وسوسہ آئے تو کہہ دو اللہ رَبُّ الْــمَغْرِبِ بھی ہے اسی نے رات پیدا کی، جو رات پیدا کرسکتا ہے وہ رات کے کاموں کا کفیل بھی ہوسکتا ہے۔

لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت

حدیث شریف میں ہے کہ جو روزانہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی ایک تسبیح پڑھ لے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا چہرہ چودہ تاریخ کے چاند کی طرح چمکا دیں گے اور جس کا چہرہ اللہ چمکائے گا تو اس کے گناہوں کو اللہ معاف کردے گا اور منہ کالا کرنے والے اعمال سے اس کی حفاظت کرے گا اور گناہوں کو معاف کر کے ندامت کی برکت سے اتنے عالی مقام پر پہنچائے گا کہ بعض تقدس پر ناز کرنے والے اس مقام پر نہیں پہنچ سکتے کیوں کہ اللہ کو ناز پسند نہیں ہے، زور سے خدا نہیں

ملتا زاری سے ملتا ہے لاَ اِلٰــہَ اِلاَّ ھُوْ کا عاشقانہ ترجمہ کیا ہے اور ان کے سوا ہمارا کون ہے، بتاؤ! یہ ذکر نفی اثبات تصوف کا مسئلہ ہے کہ نہیں؟ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لاَ اِلٰـہَ اِلاَّ ھُو کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ صوفیاء لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللہ کی جو ضربیں لگاتے ہیں اس آیت سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔

تصوّف کے مسئلۂ توکّل کا ثبوت

آگے فرمایا فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلاً جب ان کے سوا تمہارا کوئی نہیں ہے تو تم اسی کو اپنا وکیل بنالو جو تمہارا ہے، پہلے ہم سے کہلوایا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوْ کہ اے میرے غلامو! کہو کہ اللہ کے سوا ہمارا اور کون ہے اور اس کے بعد سکھایا کہ جب اللہ کے سوا کوئی تمہارا ہے نہیں فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلاً تو پھر تم انہی کو اپنا کارساز بنالو، وکیل بنالو کیوں کہ جتنا اعلیٰ درجہ کا وکیل ہوتا ہے اتنا ہی اعلیٰ درجہ کا موکل ہوتا ہے، اگر ہمیں اپنا وکیل بنالو گے تو تم بھی شاندار ہو جاؤ گے اور تمہارے اعمال بھی شاندار ہو جائیں گے اور وہ کتنا بڑا وکیل ہے؟ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ دنیا میں کوئی وکیل ہے جو سورج پیدا کر کے دن پیدا کردے کوئی وکیل ہے جو سورج ڈبو کر رات پیدا کردے، تمہارا وکیل تو بے مثل ہے۔

فَاتَّخِذْہُ وَکِیْلًا میں وسوسہ کا علاج بھی ہے، آدمی ابھی تسبیح سنبھالتا نہیں کہ شیطان وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے کہ گھر میں آٹا دال نہیں، کھانے کو کچھ نہیں، ناشتہ کیسے کریں گے؟ ایسے ہی جب وضو کر کے نماز کے لیے چلتے ہیں تو کسی کو خارش نہیں ہوتی لیکن جہاں نیت باندھنے کے لیے اللہ اکبر کہا تو کان میں خارش ہو رہی ہے، کان مل رہے ہیں، ٹوپی بھی اسی وقت ٹھیک کر رہے ہیں اور ناک سے میل نکال کر دیکھتے بھی ہیں، نماز میں یہ حالت ہے، اب خشوع کہاں رہا؟

نماز میں خشوع کی تعریف

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز میں خشوع کی تعریف یہ ہے کہ دل میں خدا کا خوف ہو اور جسم ساکن ہو خَائِفُوْنَ سَاکِنُوْنَ یہ ہے خَاشِعُوْنَ کی تعریف، دیکھئے تفسیر روح المعانی۔ آج امت اسی لیے فلاح نہیں پا رہی ہے کہ نماز میں خشوع نہیں رہا، نیت باندھنے سے پہلے تو کوئی حرکت نہیں ہے لیکن نیت باندھتے ہی نماز کی حالت میں کان بھی مل رہے ہیں اور ڈاڑھی بھی ٹھیک کر رہے ہیں، بتائیے! یہ خَائِفُوْنَ سَاکِنُوْنَ کے خلاف ہے یا نہیں؟ نماز کے دوران کوئی حرکت جائز نہیں ہے، اللہ اکبر کہنے کے بعد کوئی حرکت جائز نہیں اِلّا یہ کہ مچھر کاٹ رہا ہو مگر اس کو بھی برداشت کر لے تو اعلیٰ درجہ ہے، مچھر آپ کا کتنا خون پیئے گا، اتنا خون تو روزانہ شکر ٹیسٹ کرنے کے لیے نکال لیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تم تسبیح اٹھاتے ہو تو تمہیں وسوسہ آتا ہے کہ گھر میں آٹا نہیں ہے، شیطان اسی وقت یاد دلائے گا کہ گھر میں انڈا بھی نہیں ہے، مکھن بھی نہیں ہے، ناشتہ کیسے ہوگا؟ ارے! جب تک ذکر کرنا ہے ذکر کرلو، اس کے بعد آٹا لانے کا بہت ٹائم ملے گا۔

توکّل کا طریقہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ جو رَبُّ الْمَشْرِقِ ہے یعنی سورج پیدا کر کے دن بنا سکتا ہے وہ تمہارے دن کے آٹا دال کا انتظام نہیں کرسکتا؟ کیا اندازِ خطابت ہے، کیا اندازِ بیان ہے میرے مالک کا رَبُّ الْمَشْرِقِ فرما رہے ہیں کہ جب تک ذکر کرو، دل کو خالی رکھو، اگر دن کے کاموں کا وسوسہ آئے تو یہ خیال کرو کہ جو دن پیدا کرسکتا ہے وہ ہمارے دن کے کاموں کا کفیل ہوسکتا ہے،

ذمہ دار ہوسکتا ہے اور اگر رات میں ذکر کرو تو فرمایا کہ میں رَبُّ الْمَغْرِبِ بھی ہوں، میں سورج ڈبوتا ہوں اور رات پیدا کرتا ہوں جو رات پیدا کرسکتا ہے، وہ تمہارے رات کے کاموں کا کفیل نہیں ہوسکتا؟ لہٰذا کیوں فکر کرتے ہو؟ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا اللہ پر بھروسہ کرکے ذکر کو یکسوئی کے ساتھ پورا کرو، پھر آٹا بھی لاؤ، دال بھی لاؤ منع نہیں ہے، مگر سارا ذکر آٹا دال کے حوالے مت کرو۔

حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب خانقاہ تھانہ بھون سے اپنے گھر تشریف لے جارہے تھے، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب بھی ساتھ تھے۔حضرت نے جیب میں ہاتھ ڈال کر کاغذ پنسل نکالی اور کچھ لکھ کر واپس جیب میں رکھ لی اور ارشاد فرمایا مولانا شفیع صاحب بتاؤ! میں نے کیا کیا؟ عرض کیا، آپ نے جیب سے کاغذ نکالا، پنسل نکالی پھر کچھ لکھ کر جیب میں رکھ لیا، لیکن سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا راز ہے؟ فرمایا راز یہ ہے کہ ایک چیز کی یاد بار بار دل میں آرہی تھی، دل اس میں مشغول ہوگیا تھا تو دل کا بوجھ میں نے کاغذ پر رکھ دیا اور دل کو اللہ کے لیے خالی کرلیا۔اس سے اندازہ کریں کہ اللہ والے دل کس طرح خالی رکھتے ہیں۔ جو ظالم حسینوں کے چکر میں پڑا ہوا ہے وہ دل کو خدا کی یاد کے لیے خالی کررہا ہے یا دل کو مرنے والوں کی لاشوں سے بھر رہا ہے۔اگر کوئی آپ کی دعوت کرے اور دسترخوان کے قریب ایک مردہ بھی لیٹا ہو تو شامی کباب اور بریانی کی کتنی ہی خوشبو ہو لیکن اس مردے پر آپ کی نظر پڑ رہی ہے تو آپ کو کھانے میں مزہ آئے گا؟ ہے کوئی ایسا آدمی جو کہے کہ ہمیں تو مردہ دیکھ کر بڑا مزہ آئے گا، تو جس کے دل میں مردے گھسے ہوئے ہیں، مرنے والوں کے عشق میں جو مبتلا ہے، اس کے قلب میں کیا بہار آئے گی؟ اس ظالم کو اللہ تعالیٰ کے تعلق کی دولت کا کیا احساس ہوگا؟ وہ شخص اللہ کی محبت کی بریانیاں اور شامی کباب کیا کھائے گا جس نے اپنے دل میں مردوں کو بٹھایا ہوا ہو۔

نکالو یاد حسینوں کی دل سے اے مجذوبؔ
خدا کا گھر پئے عشقِ بتاں نہیں ہوتا

یہ شعر لا الٰہ کی تفسیر ہے، اس کو معمولی مت سمجھو، میں لا الٰہ کی تکمیل عرض کر رہا ہوں، میں نے عشقِ مجازی کے ہاتھوں زندگیوں کی بربادی دیکھی ہے اس لیے دردبھرے دل سے وہ بات کہتا ہوں جو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک شعر میں فرمائی ؎

سنیں یہ بات میری گوش دل سے جو میں کہتا ہوں
میں ان پر مر مٹا تب گلشنِ دل میں بہار آئی

جو اپنی بری خواہشات کو نہیں مٹائے گا اللہ کو نہیں پا سکتا، چاہے غصہ ہو، چاہے شہوت ہو، غصّہ کو بھی پینا پڑے گا، علماء کے سامنے اپنے غصّہ کو اہمیت مت دو، علماء سے پوچھ کر کام کرو، اگر اپنے غصّہ یا اپنے مال دولت کے نشہ میں کوئی عمل کیا تو سمجھ لو کہ ابھی تمہارا نفس زندہ ہے، اس کے اندھیرے تمہارے دل کو برباد کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے ذکرِ اسمِ ذات کا ثبوت، تبتـــل کا ثبوت کہ غیر اللہ سے کٹ کر اللہ سے جڑ جائے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا اس آیت میں اللہ کو اپنا وکیل بنانا اور اسی پر توکل کرنا سکھایا تو توکل، تبتل، ذکرِ اسمِ ذات اور ذکرِ نفی اثبات اس آیت میں سب مسائل تصوف کے آ گئے۔

دشمنوں کی ایذا رسانی پر صبر کی تلقین

آگے ایک مسئلہ اور فرمایا کہ کچھ دشمن بھی ہوں گے جو تمہاری برائی کریں گے لیکن گھبراؤ مت كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا ہم نے ہر نبی کے لیے

دشمن بنایا تو جب ہم اپنے پیاروں کو دشمن دیتے ہیں اور تم ہمارے پیارے بننا چاہتے ہو تو تم دشمنوں سے بچ نہیں سکتے، پیاروں کا راستہ چل رہے ہو، نبوت کے راستہ پر، سنت کے راستہ پر چل رہے ہو، اللہ والا بننا چاہتے ہو تو تمہارے کچھ دشمن بھی ہوں گے جو تمہیں ستانے کی کوشش کریں گے تو تم کیا کرو گے؟ **وَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ** جب کچھ لوگ تمہاری برائی کریں اس پر صبر کرو، جواب نہ دو اگر کتا کسی کے پیر میں کاٹ لے تو وہ کتے کا پیر نہیں کاٹتا کیوں کہ اس کی کھال گوشت اور خون سے اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، کتے کے پیر سے ہم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا لہٰذا جب کوئی تمہاری برائی کرے تو **وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ** تم صبر کرو لیکن صبر کیسے کرو؟ اس کو برا بھلا کہہ کر؟ نہیں **وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا** صبر کرو ہجرانِ جمیل کے ساتھ، ان سے جدا ہو جاؤ، الگ ہو جاؤ مگر خوب صورتی کے ساتھ، ہجرانِ جمیل کی تفسیر حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے:

﴿**اَلْهِجْرَانُ الْجَمِيْلِ الَّذِیْ لَاشِکْوٰی فِیْهِ وَلَا اِنْتِقَامَ**﴾

اس کی شکایت بھی نہ کرو، اتنی دیر اللہ کو یاد کر لو اور نہ اس سے انتقام لو۔

آیت یضیق صدرک......الخ پر ایک الہامی علمِ عظیم

اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں:

﴿**وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ يَضِيْقُ صَدْرُکَ**﴾

(سورۃ حجر، آیت: ۹۷)

تحقیق ہم خوب جانتے ہیں کہ آپ کا سینہ گھٹ رہا ہے، غم زدہ ہے ان نالائقوں کی بکواس سے، یہ آپ کو پاگل کہہ رہے ہیں، جادوگر کہہ رہے ہیں **وَلَقَدْ نَعْلَمُ** ہم یقیناً جانتے ہیں، آدھا غم تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسی سے دور ہو گیا کہ میرا رب، میرا پالنے والا میرے غم سے باخبر ہے **اَنَّکَ يَضِيْقُ صَدْرُکَ** کہ آپ کا سینہ غم زدہ ہے، گھٹ رہا ہے، آپ ضیقِ صدر میں مبتلا ہیں، تو آپ کیا

علاج کریں؟ آپ ان نائقوں کو کچھ جواب نہ دیں، آپ میری یاد میں مشغول ہوجائیں، اگر کڑوے خربوزے پر سکرین لگا دیا جائے تو وہ میٹھا ہوجاتا ہے تو میں سکرین کا خالق ہوں، آپ کے غم کو میرا نام شیریں اور میٹھا کردے گا۔ لہٰذا کہیے فَسَبِّحْ آپ سبحان اللہ کہیے، اسی میں جواب ہوگیا ان نالائقوں کا جو آپ کو پاگل اور جادوگر کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پاگلوں کو، جادوگروں کو نبوت دینے سے پاک ہے۔ پاکی بیان کرنے کی یہ وضاحت اللہ تعالیٰ نے میرے قلب پر منکشف فرمائی ہے کہ اس میں ان خبیثوں کا جواب ہوگیا کہ سبحان اللہ تم ہم کو پاگل کہتے ہو، اللہ پاک ہے اس عیب سے کہ پاگلوں کو نبی بنادے بِحَمْدِ رَبِّکَ اور اپنے پالنے والے کی تعریف بھی کیجئے جس نے آپ کو پالا اور ایسا پالا کہ آپ کو نبی بنادیا، انسانیت کی ایسی معراج عطا کی کہ آپ سے بڑھ کر کوئی انسان نہیں ہوسکتا۔ پس یہ حمد اس بات کی ہے کہ آپ حقیقت میں سچے نبی ہیں، میں نے آپ کو نبوت عطا فرمائی ہے، عطائے نبوت کا شکریہ ادا کیجئے۔ آگے ہے وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ اور آپ نماز شروع کردیجئے یہاں سجدہ سے مراد نماز ہے، سجدہ تو جز ہے مگر اس جز پر اطلاق کل کا یعنی نماز کا فرمایا اس کا نام مجاز مُرسل ہے **تسمیۃ الکل باسم الجز** کا علاقہ ہے پوری نماز کا نام سجدہ سے رکھا جو کہ جزءِ نماز ہے۔ یہ نبوت کی دلیل ہے کہ وہ یتیم بکریاں چَرانے والا جس نے مدرسہ کا منہ نہ دیکھا ہو، جس نے مختصر المعانی و بلاغت کی کوئی کتاب نہیں پڑھی، اس کی زبان سے اللہ مجاز مرسل بیان کرا رہا ہے تاکہ جو ظالم آپ کو پاگل اور جادوگر کہہ رہے ہیں ان کو معلوم ہوجائے کہ آپ سچے نبی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بول رہے ہیں۔

تو ندیدی گہے سلیماں را
چہ شناسی زبانِ مرغاں را

وَ کُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ سجدہ میں چونکہ قرب زیادہ ملتا ہے اس لیے یہاں سجدہ ہی سے تعبیر فرمایا تو غم کے تین علاج ہو گئے، اگر صوفی ذکر کریں اور لوگ ان کی غیبتیں شروع کر دیں، خاندان والے کہنے لگیں کہ دیکھو کیسا اچھا خاصا ماڈرن اور اپ ٹو ڈیٹ تھا، اب بالکل بے وقوف ہوتا جا رہا ہے۔ میں نے ملاوی میں ایک جگہ ایس لکھا دیکھا، اس پر سرخ لکیر لگی تھی تو میں نے مولانا عبدالحمید صاحب سے پوچھا جو جنوبی افریقہ کے عالم ہیں کہ ایس لکھ کر کراس کیوں ڈالا گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایس اسٹاپ کا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ یہاں آ کر بے وقوف ہو جائیں یعنی یہاں وقوف نہ کریں، موٹر کو نہ روکیں، بے وقوف ہو جائیں، یہ بے وقوف ہونے کا حکم دے رہا ہے تو دنیا والے جب آپ کو بے وقوف ہونے کا حکم دیں تو آپ وقوف نہیں کریں، وہاں آپ بے وقوف ہو جائیں، اگر اللہ کی راہ میں کوئی بے وقوف کہے تو بکنے دو ان کو یہی اصلی بے وقوف ہیں۔

تو سبحان اللہ بھی پڑھتے رہو، الحمد للہ بھی پڑھتے رہو اور نماز بھی پڑھ لو یہ اس کا علاج ہو گیا وَ کُنۡ مِّنَ السّٰجِدِیۡنَ کے بعد کیا ہے **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین** یہ کتے پیچھے لگے رہیں گے، یہ دشمن پیچھے رہیں گے کب تک جب تک کہ آپ کو موت نہ آ جائے اور یہ موت اتنی یقینی چیز ہے کہ اس کا نام ہی اللہ تعالیٰ نے یقین رکھ دیا ہے **واعبد ربک حتی یاتیک الیقین** سارے عالم کے علماء سے ترجمہ پوچھ لو، یقین کے معنی موت کے ہیں یعنی موت اتنی یقینی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام یقین نازل کر دیا۔ بس موت تک اللہ کی یاد میں لگے رہو۔

مولانا اشرف علی تھانوی کو ایک شخص نے خط میں گالیاں لکھیں۔ حضرت نے اپنی مجلس میں وہ گالیاں سنا دیں کہ تم ہم کو مجدد لکھتے ہو، دیکھو! ایک شخص نے ایسی ایسی گالیاں لکھی ہیں پھر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کونین بھیجتا ہے تا کہ

بڑائی اور تکبر کا ملیریا نہ چڑھ جائے تو دین کے خادموں کے کچھ دشمن ہوتے ہیں، جب وہ ستاتے ہیں تو نفس بالکل بھیگی بلّی بن جاتا ہے، کونین کا یہ انتظام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے، کونین کڑوا ہوتا ہے لیکن ملیریا دور کرتا ہے اس سے تکبر اور عجب ختم ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کے لیے یہ کونین بھیجتا ہے تاکہ ان کے نفس میں عجب یا بڑائی نہ آجائے اور اللہ تعالیٰ کے تعلق اور نسبت کا چاند عجب اور کبر کے بادلوں میں نہ چھپ جائے، اس لیے مخلوق کی ایسی دشمنی اللہ سے دوستی کا ذریعہ ہے، خواجہ صاحب کا کتنا پیارا شعر ہے ؎

بڑھ گیا ان سے تعلق اور بھی
دشمنی خلق رحمت ہوگئی

لیکن اگر اللہ کی یاد میں بیٹھ گئے تو یہ غم بھی دور ہوجائے گا ان شاء اللہ، اس حالت پر خواجہ صاحب کا دوسرا شعر ہے ؎

سوگ میں یہ کس کی شرکت ہوگئی
بزمِ ماتم بزمِ عشرت ہوگئی

سوگ کے معنی غم کے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے نبی! ہم جانتے ہیں کہ کافروں کی بری بری باتوں سے آپ کا سینہ تنگ ہورہا ہے، آپ دکھ اور غم میں ہیں، آپ اس غم کی طرف توجہ نہ کیجئے **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ** اپنے رب کا نام لیجئے، تسبیح پڑھئے، سبحان اللہ، الحمدللہ کہیے **وَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ** اور سجدہ کرنے والوں میں ہوجایئے، یعنی آپ بھاگ کر میرے قدموں میں گر پڑیں آپ کا سب غم دور ہوجائے گا، یہاں **ساجدین** نازل فرمایا نماز کا نام نہیں لیا، حالانکہ یہاں پر **ساجدین** کی تفسیر مفسرین نے نماز کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مُصلّین کو چھوڑ کر **ساجدین** فرمایا کیونکہ سجدہ میں زیادہ قرب ہوتا ہے، جب انسان کسی مصیبت میں ہوتا ہے تو اپنے مالک کے پاؤں پر گر پڑتا ہے، ایسے ہی

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے نبی! میں آپ کا مالک ہوں، اگر دشمن آپ کو ستاتے ہیں تو آپ سجدے میں گر جایئے، **بین قدمیّ الرحمٰن** آپ کا سر ہوگا، میرے قدموں میں آپ کا سر ہوگا یعنی نماز شروع کر دیجئے، سجدہ تو اس میں ہے ہی لیکن **ساجدین** فرما کر مزہ بڑھا دیا کہ میرے پاؤں پر گر پڑیئے ہم آپ کا سب غم دور کر دیں گے لہٰذا غم کا علاج بھی یہی ہے کہ اگر کوئی ستائے تو دو رکعت نماز پڑھو اور سجدے میں اللہ سے روؤ، ان شاء اللہ سب غم دور ہو جائے گا تو **وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَایَقُوۡلُوۡنَ** کا یہ علاج فرمایا۔ یہ سب تصوف کے مسائل ہیں، علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے اسم ذات کا سبق دیا، نفی اثبات یعنی لا الٰہ الاّ اللہ کا سبق دیا، تبتل کا سبق دیا، توکل کا سبق دیا، مخالفین کے قول پر صبر کرنے کا سبق دیا اور ہجرانِ جمیل کا سبق دیا **وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَا یَقُوۡلُوۡنَ وَ اهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِیۡلًا** جو تمہیں ستائے ان سے جمال کے ساتھ الگ ہو جاؤ، اگر انتقام لے کر الگ ہوئے اور گالیاں بک کر بھاگے تو یہ جدائی جمال والی نہیں کہی جائے گی، ہجران میں جمال کب آئے گا؟ جدائی جمال والی کب ہو گی؟ جس میں انتقام نہ ہو، شکایت نہ ہو، غیبت نہ ہو، **لَاشِکۡوٰی فِیۡهِ وَلَا اِنۡتِقَامَ** یہ ہے ہجرانِ جمیل کی تفسیر **وَاهۡجُرۡهُمۡ هَجۡرًا جَمِیۡلًا** اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے الگ ہو جائیں جمال کے ساتھ اور جمال کیسے آئے گا؟ نہ ان کی شکایت کرو اور نہ ان سے انتقام کا ارادہ کرو۔

سلوک کے آخری اسباق ابتداء میں کیوں نازل کیے گئے؟

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ تصوف کے پانچ مسئلے سورۂ مزمل شریف میں بیان کیے گئے ہیں، نمبر ۱ ذکر اسمِ ذات یعنی اللہ اللہ کرنا، نمبر ۲ ذکر نفی اثبات یعنی لا الٰہ الاّ اللہ، نمبر ۳ تبتل، نمبر ۴ اللہ

پر توکل، نمبر ۵ مخالفین کے اقوال پر صبر۔ یہ پانچ سبق ہو گئے اور دو سبق اس سورت کے بالکل میں شروع میں دیئے گئے ہیں یَا أَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اے چادر اوڑھنے والے! آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غم میں چادر اوڑھے ہوئے تھے، غم میں چادر اوڑھنے سے بہت سکون ملتا ہے چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم غم کی حالت میں چادر اوڑھے ہوئے تھے لہٰذا غم میں چادر اوڑھنا سنت ہے، یَا أَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اے چادر اوڑھنے والے قُمِ اللَّیْلَ راتوں کو اٹھیے، یہ بھی علاج ہے غم کا کہ تہجد پڑھو، قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا مگر رات بھر مت جاگتے رہیے اور وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا قرآن شریف کو ترتیل کے ساتھ یعنی تجوید کے ساتھ تلاوت کیجئے۔ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جملہ صوفیائے کرام یہ بتاتے ہیں کہ تلاوتِ قرآن اور رات کو تہجد میں اٹھنا سلوک کا آخری سبق ہے اور ابتدائی سبق کیا ہے؟ ذکرِ اسم ذات یعنی اللہ اللہ اور ذکرِ نفی اثبات یعنی لا الٰہ اِلَّا اللہ ہے، یہ سب شروع کے اسباق ہیں، آخر میں دو چیزیں رہ جاتی ہیں تلاوتِ قرآنِ پاک اور تہجد کی نماز۔ اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ سورۂ مزمل نبوت کے بالکل ابتدائی دنوں میں نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سب سے آخری سبق سب سے شروع میں کیوں دیئے؟ بتائیے! پہلے نورانی قاعدہ پڑھایا جاتا ہے یا پہلے قرآن شریف پڑھاتے ہیں؟ پہلے موقوف علیہ پڑھایا جاتا ہے یا بخاری شریف؟ پہلے میٹرک کرتے ہیں یا بی اے؟ ترتیب تو یہ ہونی چاہیے تھی کہ پہلے نیچے کے سبق ملتے بعد میں آخری سبق نازل ہوتے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے سب سے اونچا سبق دے دیا کہ تلاوتِ قرآن کیجئے اور رات کو تہجد کے لیے اٹھیے۔

اس کا جواب علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں دیتے ہیں کہ جس پر قرآن نازل ہو رہا تھا، جس پر یہ سبق نازل ہو رہا تھا وہ منتہی

تھا، اس کا مقام تمام انبیاء کے مقام سے اونچا تھا اس لیے اللہ نے اونچا سبق پہلے نازل کر دیا اور متوسطین اور مبتدین کے لیے یہ سبق بعد میں نازل فرمایا، آہ!

اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیۡ فَجِئۡنِیۡ بِمِثۡلِھِمۡ یہ ہیں ہمارے باپ دادا کے علوم!

پھر اعلان کرتا ہوں کہ تین دن میں آپ کو سندھ بلوچ سوسائٹی میں ملوں گا ان شاء اللہ تعالیٰ اور یہ پہلا سہ روزہ ہے میرا۔ جو لوگ تین دن وہاں مستقل رہیں گے وہ اعلیٰ درجہ کے صوفی ہوں گے ان شاء اللہ مگر بعض مجبور ہیں فیکٹری اور دفتر سے انہیں چھٹی نہیں ملتی، جن کو چھٹی مل سکتی ہے وہ چھٹی لینے میں کوتاہی نہ کریں اور جن کا کام ان کے فیکٹری جائے بغیر منیجر لوگ کرلیں تو وہ وہیں خانقاہ سندھ بلوچ سوسائٹی سے منیجر کو جنرل منیجر کو ٹیلی فون سے، موبائل سے ہدایات دے کر کام چلالیں کہ وہ انکم کھینچتا رہے۔ منیجر کے کیا معنیٰ ہیں؟ جر معنی کھینچنا اور منی معنی انکم یعنی انکم کھینچنے والا مگر جو مجبور ہیں وہ فیکٹری جا کر ہی کام کریں، انہیں اجازت دیتا ہوں مگر مجبوراً، دل سے اجازت نہیں دیتا۔ ایسے ہی بعض لوگوں نے کہا کہ میری بیوی نہیں چاہتی کہ میں رات وہاں گذاروں کیوں کہ وہ کہتی ہے کہ تم جتنا اپنے پیر پر عاشق ہوا تنا ہی میں تم پر عاشق ہوں تو ایسے لوگوں کو میں اجازت دیتا ہوں کہ عشاء پڑھ کر اپنے گھروں کو آجائیں لیکن میں خواتین سے کہتا ہوں کہ میں ساری زندگی سفر پر رہا ہوں، مولانا مظہر میاں کی والدہ ہماری اہلیہ نے کبھی ہم پر اعتراض نہیں کیا بلکہ کہا کہ جائیے دین پھیلائیے لیکن میرا بھی اللہ تعالیٰ کے پاس جا کر حصہ لگوائیے کیوں کہ آپ کے بغیر یہاں خانقاہ میں سناٹا ہوتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اٹھارہ جنگیں لڑی ہیں تو بتاؤ جنگیں گھر بیٹھ کر لڑی جاتی ہیں؟ کیا آپ نے سفر نہیں فرمایا؟ اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے کہے کہ تمہارے نہ رہنے سے مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے، اختلاج ہوتا ہے،

آملے کا مربہ اور موتی کا خمیرہ کھانا پڑتا ہے، ڈراؤنے خواب نظر آتے ہیں لیکن اگر شوہر کہے کہ مجھے دبئی میں شاہ نے بلوایا ہے اپنی بیٹی کے زیورات ہم سے بنوانے کے لیے اور پچاس لاکھ روپیہ ایک ہفتہ میں نفع ملے گا اور میں ایک کروڑ روپیہ لے کر آؤں گا تو اب وہی بیوی کہے گی کہ دیر کیوں کر رہے ہو، جلدی کیوں نہیں جاتے؟ آخر میں دھمکی دیتی ہے کہ نہیں جاؤ گے تو دھکے دے دوں گی، جلدی جاؤ۔ شوہر نے کہا کہ تم کو میرے بغیر ڈراؤنے خواب نظر نہیں آئیں گے؟ تو کہا بالکل نہیں۔ شوہر نے پھر پوچھا کہ اور میرے بغیر گھبراہٹ بھی نہیں ہوگی؟ کہا ایک کروڑ لاؤ گے اب گھبراہٹ کہاں؟ ابھی سے خوشیاں شروع ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں بھی اپنے شوہروں کو خود بھیجو، جتنا وہ اللہ والا بنیں گے اتنا ہی زیادہ تم کو پیار کریں گے۔

تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ جن دو بچوں کی اللہ پاک نے حضرت خضر علیہ السلام سے دیوار سیدھی کروادی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا تو اس سے ساتواں باپ مراد ہے، اگر ایک شخص اللہ والا ہو جائے تو ساتویں پشت تک اولاد پر اللہ رحمت نازل کرتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ اولاد کے لیے زیادہ کمانے کی فکر نہ کرو، بس نیک بنانے کی کوشش کرو، اگر نیک بن جائیں گے تو اللہ تعالیٰ خود ان کا کفیل اور ذمہ دار ہوگا اور اگر برے ہوں گے تو تمہارا مال گناہ میں استعمال کر کے تمہیں اور پکڑوادیں گے۔

لیکن پھر بھی میں بشری کمزوریوں کی رعایت کرتا ہوں کہ اگر کسی کی بیوی کو زیادہ گھبراہٹ ہو، عرقِ بیدِ مشک اور خمیرہ چاٹنے کی نوبت آجائے تو میری طرف سے اجازت ہے لیکن میں خواتین سے کہتا ہوں کہ اپنی سات پشت تک کی اولاد پر رحم کرو، اپنے شوہر کو اللہ والا بنانے کی کوشش کرو۔

بس اب دعا کرو کہ اللہ پاک عمل کی توفیق نصیب فرمائیں۔ دعا کرو کہ

اللہ مجھ کو بھی صحت دے، میں کافی بیمار رہنے لگا ہوں، کھانسی بلغم کمزوری ہے، دعا کرو کہ اللہ مجھ کو عالمِ شباب دوبارہ دے دیں اور میں اُسے خالقِ شباب پر فدا کردوں اور آپ کو، مجھ کو، میرے گھر والوں کو، میری اولاد کو، آپ کو، آپ کے گھر والوں کو، آپ کی اولاد کو اور سب کو اللہ پاک نسبتِ اولیاءِ صدیقین عطا فرمائے اور جو غائبین ہیں ان کے لیے بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت نصیب فرمائے، عافیتِ دارین نصیب فرمائے، دونوں جہاں کی کامیابیاں نصیب فرمائے اور دونوں جہاں میں خوشیاں دکھائے اور غم سے بچائے، آمین۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو اپنی محبت کا ذرہ عطا فرمادے، اے اللہ! آپ نے ہمارے اسلاف کو، ہمارے بزرگوں کو اپنی رحمت سے جو دردِ محبت بخشا تھا، ہم بے وطن ہیں ہم آپ کے لیے اپنا گھر چھوڑ کر لاہور آئے ہیں، بے وطن ہیں، دین سیکھنے والے بھی بے وطن ہیں اور سنانے والا بھی بے وطن ہے، ہم پر رحم فرمایئے کہ ہم آپ کے لیے غریبُ الوطن ہوئے ہیں، اس سفر کو قبول فرمایئے اور سب کو اپنی محبت کا وہ ذرۂ درد عطا فرمایئے جو آپ نے اپنے دوستوں کو عطا کیا، اگرچہ آپ کے نزدیک ہمارے سینے اس قابل نہیں ہیں مگر آپ کا ایک نام کریم ہے، محدثین نے لکھا ہے کہ کریم کے معنی ہیں کہ جو نالائقوں پر بھی مہربانی کرے، اے خدا! آپ کریم ہیں، آپ لائق ہیں، ہمارے مولیٰ ہم جیسے نالائقوں پر بھی مہربانی کردیں، اپنی رحمت سے ہم سب کو اللہ والی نسبت عطا فرمادیں، اللہ والی زندگی نصیب فرمادیں، نفس وشیطان مردود کی لعنتی غلامی سے نجات عطا فرمادیں اور ہماری دنیا اور آخرت بنادیں، آپ دونوں جہاں کے مالک ہیں، خواجہ صاحب کا شعر ہے ؎

دونوں جہاں کا دُکھڑا مجذوب رو چکا ہے
اب اس پہ فضل کرنا یا رب ہے کام تیرا

اے اللہ! ہمارے بال بچوں کو، رشتہ داروں کو، خاندان کو، کسی کو محروم نہ فرما، اختر کو بھی، میرے سب سامعین حضرات کو جتنے لوگ بیٹھے ہیں اے خدا! اپنی رحمت سے، کریم ہونے کے صدقے سب کو صاحبِ نسبت بنادے، اگر نسبت نہیں ہے تو عطا فرمادے، اگر ضعیف نسبت ہے تو قوی فرمادے، اگر قوی ہے تو اقویٰ کردے۔

ہم آپ سے زیادہ نہیں مانگ سکتے، ہم کمزور ہیں، ضعیف ہیں، وقت بھی تھوڑا ہے لٰہذا آپ بے مانگے ہمیں دے دیں، اب مانگنے کی طاقت تھک چکی ہے اور وقت بھی نہیں ہے، جیسے ابا کے اندر دریائے رحمت کا جوش ہوتا ہے کہ بچوں کو بے مانگے دیتے ہیں تو ہمارے آپ ربا ہیں ہم کو بے مانگے سب عطا فرمادیجئے جو ہمارے لیے دنیا میں بھی مفید ہو اور آخرت میں بھی مفید ہو۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ مَا سَئَلَکَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْہُ نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْکَ الْبَلَاغُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ایک اسمِ اعظم پڑھتا ہوں تاکہ دعا قبول ہوجائے **اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ بِاَنَّ لَکَ الْحَمْدُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ** یہ عبارت جو ابھی پڑھی اس پر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی ہے کہ قسم ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان کی جو اس کو پڑھے گا اس کی دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے۔

یا اللہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کے صدقہ میں ہماری دعاؤں کو قبول فرمالیجئے۔ **اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ، اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ مَلِیْکٌ مُّقْتَدِرٌ مَّاتَشَآءُ مِنْ اَمْرٍ یَکُوْنُ، اَسْعِدْنَا فِی الدَّارَیْنِ وَکُنْ لَنَا**

وَلَا تَکُنْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیْنَا وَاعِذْنَا مِنْ هَمِّ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ محمدٍ وَاٰلِهٖ وصَحْبِهٖ اجمعین.

دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے دعا کرو، اللہ ان کو مظلومیت سے بچائے اور ان کی مدد فرمائے اور سیلاب زدگان کی مصیبتوں کو دور فرمائے، نقصانات کی تلافی فرمائے، پورے عالم میں جہاں کوئی مسلمان مصیبت زدہ ہو، مظلوم ہو اس کا دکھ راحت سے بدل دے، اس کے غم کو خوشیوں سے بدل دے، اس کی بیماری کو صحت سے بدل دے، بس دونوں جہاں اے مالکِ دو جہاں آپ سے مانگتے ہیں اور جو گناہوں کے سیلاب میں ہیں ان کے لیے بھی دعا کرو، جو کسی گناہ کے سیلاب میں ہیں اللہ اس سے ان کو نجات دے، ہم سب کو تمام گناہوں سے نجات دے اور اللہ والی زندگی عطا فرمائے، آمین۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

✿✿✿✿✿

نہیں اُٹھتی ہے تیرے سنگِ در سے اب جبیں ساقی

کسی کی یاد میں ہے مضطرب جانِ حزیں ساقی
گریباں چاک ہے اشکوں سے تر ہے آستیں ساقی

توجہ تیری مجھ پر تام شاید ہوگئی ہے اب
خلش دل سے جو اِک پل کو بھی اب جاتی نہیں ساقی

عجب لذت تری آغوشِ رحمت میں ملی دل کو
نہیں اُٹھتی ہے تیرے سنگِ در سے اب جبیں ساقی

دِکھادوں تجھ کو اپنے عشق و مستی کا ابھی عالم
تو پہلے ہاتھ پر رکھ دے شرابِ آتشیں ساقی

پلائی تو نے جو مے شبلی و عطار و رومی کو
مرے حصے میں دُردِ جام بھی کیا اب نہیں ساقی

بفیضِ عشق تیری یاد میں یہ حال ہے دل کا
مرے اشکوں سے تر ہے آج تیری سرزمیں ساقی

مقامِ قرب کی لذت اگر کردے عیاں دل پر
مجھے پھر منّ و سلویٰ ہو مری نانِ جویں ساقی

عبث کرتا ہے ناصح مجھ کو تعلیم جہاں داری
مجھے جب ہوش اپنا ہی یہاں باقی نہیں ساقی

کہاں اخترؔ کہاں یہ ذکرِ جام و ساغر و مینا
کرم ہے تیرا ورنہ میں کسی لائق نہیں ساقی

(شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اخترؔ صاحب)